ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مارچ ۱۹۹۲ء

صد سالہ جلسہ سالانہ منعقدہ قادیان کے ایک اجلاس سے رشین احمدی وفد کے سربراہ مکرم رادیل بخاراف
خطاب فرمارہے ہیں جبکہ مرزا عبدالحق صاحب کرسئ صدارت پر رونق افروز ہیں (تصویر بشکریہ شاہد حمید عباسی)

القرآن الحکیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ
وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ———————— (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۶)

ترجمہ :۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے وہ (قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اس کے) شکر گذار بنو۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ، فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ
شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ———————— (بخاری کتاب الصوم الخ صـ ۲۵۶)

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی عید مناؤ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو یا چاند اُس روز ہوا ہی نہ ہو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر بادل کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تیس دن کے روزے رکھو۔

روزہ رکھنے کی دُعا وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

روزہ کھولنے کی دُعا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ، شہادت ۱۳۷۱ھش، مارچ ۱۹۹۲ء

جلد نمبر ۱۶ ❀ شمارہ نمبر ۳

فہرست مضامین

اداریہ ۲

ملفوظات ۳

حضور کا خطاب ۵

حضرت اقدس کا منظوم کلام ۱۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہہ مبارک ۱۳

کسر صلیب کا عظیم الشان کارنامہ ۱۶

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تزکیۂ نفوس ۱۷

رمضان المبارک کے بارے میں ارشادات ۲۱

پروگرام افطار و سحر ۲۲

فطرانہ و عید فنڈ ۲۳

وقف نو و وقف عارضی برائے روس ۲۴

برلن میں اسلام پر سیمینار ۲۵

برلن مشن کی مساعی ۲۶

امیر جرمنی کا صدر جرمنی کے نام خط ۲۸

اہم وضروری اعلانات ۳۱

مسیح موعودؑ نمبر

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاوزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: مسعود احمد جہلمی

ایڈیٹر: عرفان احمد خان

نائبین: ڈاکٹر عمران احمد خان، خلیق سلطان انور، سلیم احمد شاہد، انس محمود منہاس

خطاطی: سعید اللہ خان

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: عبدالرزاق ڈوگر

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ ــــ ۲۴ مارک　امریکہ و کینیڈا ــــ ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان ــــ ۲۵ ڈالر　انڈیا، پاکستان ــــ ۴۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Mittelweg 43, 6000 Frankfurt / M. 1, Germany

قیمت : ایک مارک

اداریہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

بعثت کا عظیم الشان مقصد اور ہمارا فرض

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا اصل اور بنیادی مقصد پوری نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے کر اسے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام پر متحد کر دکھانا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام اپنی بعثت کے اس مقصد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کر دے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے" ——————— (الوصیت)

حضرت اقدس علیہ السلام نے ہم سب کے لئے جو آپؑ کے متبعین میں شمولیت کے شرف سے مشرف ہیں لازمی قرار دیا ہے کہ ہم آپؑ کی بعثتِ مبارکہ کے اس اصل اور بنیادی مقصد کی پیروی کریں۔ اس سے ظاہر ہے دعوتِ الی اللہ کا فریضہ کمال تندہی سے ادا کرنا ہماری سب سے اہم اور بنیادی ذمّہ واری ہے۔ ہر احمدی کے لئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، اَن پڑھ ہو یا پڑھا لکھا ضروری ہے کہ وہ صحیح معنوں میں داعی الی اللہ بنے۔ داعی الی اللہ بنے بغیر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی متبعین میں شمولیت کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکتا۔ اس سے دعوت الی اللہ کی اہمیت ظاہر ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں اس امر پر خاص زور دے رہے ہیں کہ ہر احمدی داعی الی اللہ بنے اور یہ کہ وہ ایک کامیاب داعی الی اللہ اُس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک وہ باقاعدہ ایک منصوبہ بنا کر دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا نہ کرے۔ دعوت الی اللہ کی وہی مساعی بار آور ہوتی ہیں جو نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دے کر باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت کی جاتی ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا اپنا ایک ذاتی منصوبہ بنائے اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں کمال تندہی سے اُس پر عمل پیرا ہو تا کہ اُس کی مساعی بار آور ہوں اور اسے اُس کی محنت کا پھل ملے۔ اور اس طرح دنیا کو توحید کی طرف کھینچنے اور دین واحد یعنی حقیقی اسلام پر اسے جمع کرنے کے عظیم الشان مقصد کی تکمیل میں وہ حصّہ دار بن سکے۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے فضل و رحم سے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دار النجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

یہ عاجز تو محض اسی غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہبِ موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے"

(حجۃ الاسلام صد ۱۲، ۱۳)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کیلئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو

خدا تعالیٰ اُس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اُس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو، اٹھو اور مجاہدہ کرو

خدا ضرور اپنے وعدہ کے موافق روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دُخان نہیں ہوگا

"اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دُعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اُس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی توقع ہے پھر وہ دانا و بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے۔ جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل کی تہہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا کام کرے گا۔ پس تم یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۲-۵۳)

"اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مؤاخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلاتحقیق اِس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں اور اُن کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کریں کہ اے قادر کریم تُو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے

یا مردود اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے (آمین) یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتہ کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اُس پر غالب آگئی ہے اگر وہ خواب میں اُس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت بُرا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اُس ظلمت کے جو اُس کے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اُس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ سو اگر تُو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینے کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دُخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادیٔ مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔ والسلام

علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ المبلغ غلام احمد عفی عنہ" ——————— (نشان آسمانی صفحہ ۴۰-۴۱)

حقیقتوں کا ظہور ہوگا

کسی نے پھونکا ہے صُور میں پھر ضرور حشر و نشور ہوں گے
حقیقتوں کا ظہور ہوگا فرار اب کذب و زُور ہوں گے
کسی مسیحا نفس کے دم سے ملی ہے مُردوں کو زندگانی
ہزار افسوس اُن مریضوں پہ آج جو اُس سے دور ہوں گے
ہمیں فقیری میں بھی ملی ہے وہ پادشاہی کہ مطمئن ہیں
تمہارے دل تاجِ ہفت اقلیم لے کے بھی ناصبور ہوں گے
ہمیں مٹا دو گے اپنے احساسِ کہتری کے مظاہروں سے!
عبث ہیں تنکوں کے یہ سہارے نہ ان سے دریا عبور ہوں گے
ہمارے خوں میں نہاؤ گے کیا، ہمارے جسموں کو کاٹ دو گے
مگر جو پیوندِ روح رشتے ہیں روح سے کیا نفور ہوں گے
دُعائیں دیتے ہیں دشمنوں کو خدا نے چاہا تو ایک دن یہ
ہمارے دل کا سرور ہوں گے ہماری آنکھوں کا نور ہوں گے
خدا نے خود یہ کہا ہے جائیں گے پھر دیارِ حبیب میں ہم
بہار اپنے چمن میں آئے گی نغمہ بیرا طیور ہوں گے
اگرچہ ان کی نظر میں ناہید میری باتیں عجیب سی ہیں
مگر حقیقت یہی ہے پُورے خدا کے وعدے ضرور ہوں گے

عبدالمنان ناہید

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ کے موقعہ پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا احمدی خواتین سے پُر درد خطاب

جماعتی عہدیداروں کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت کے انداز سیکھنے چاہئیں

لوگوں کی ہدایت یابی اور اصلاح کیلئے آنحضورؐ کو لاحق ہونیوالے غم کا پُرکیف قرآنی اظہار

حقیقت یہ ہے کہ تربیت کیلئے دوسروں کے دلوں کو زخمی کرنے کی بجائے خود اپنے دل کو زخمی کرنا پڑتا ہے

عورت سے زیادہ اس حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ عورت ماں ہوتی ہے اور ماں کی نصیحت میں درد و سوز ہوتا ہے

بات اس سلیقہ سے اور اس رنگ میں کرنی چاہیئے کہ بات دل سے نکلے اور براہِ راست دلوں پر اثر انداز ہوتی چلی جائے

فرمودہ یکم تبوک ۱۳۷۰ ہش مطابق یکم ستمبر ۱۹۹۱ء بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ

مرتبہ :- سلیم احمد شاہد

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج کے خطاب میں، مَیں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ کو مختصراً بتاؤں کہ کیوں سابق صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کو ان کے عہدے سے سبکدوش کیا گیا تاکہ ان کے بارے میں اگر کوئی غلط فہمیاں ہیں تو وہ دور ہو جائیں اور یہ کہ جو باتیں آئندہ عہدیداران کے علم میں آنی چاہئیں وہ خود مجھ سے سمجھ لیں اور وہ غلطی نہ کریں جو اس سے پہلے سرزد ہوئی ہے۔ جہاں تک سابق صدر لجنہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے اخلاص اور محنت کے ساتھ بہت لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی خدمت کی ہے۔ وہ تعلیم یافتہ تو تھیں ہی محنت بھی بہت کرتی تھیں، نظم و ضبط کا بھی کسی حد تک سلیقہ تھا، البتہ کچھ ضرورت سے زیادہ طبیعت خشکی کی طرف مائل تھی۔ اس لئے اس پہلو سے لجنات کو شکایت ہوتی رہتی تھی۔ لیکن جہاں تک ان کے اخلاص اور ان کی محنت کا تعلق ہے اس پر کوئی حرف نہیں۔ اس لئے اگر خواتین میں کچھ اس قسم کی باتیں ہو رہی ہوں کہ انہوں نے کوئی ایسا جُرم کیا ہے جس کے نتیجے میں ان کا ایمان، ان کا اخلاص شک میں پڑ گیا ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ اس خیال کو دل سے مٹا دیں۔

دوسروں کی تربیت کے صحیح اور حقیقی انداز

میں بھی ان کا ممنون ہوں کہ ایک لمبے عرصے تک انہوں نے توفیق اور اپنی طاقت کے مطابق جماعت کی خدمت کی کوشش کی۔ آپ سب کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے اور اس پہلو سے ان کو اعزاز کے ساتھ رخصت کرنا چاہیئے۔ لیکن میں نے جو ان کی علیحدگی کا فیصلہ کیا اس کے متعلق بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کیوں یہ فیصلہ کیا گیا تاکہ آئندہ عہدیداران، عہدیدارات ان باتوں سے پرہیز کریں اور احتیاط کریں۔ ایک وجہ تو مختصراً میں نے بیان کی ہے کہ طبیعت میں اس حد تک خشکی کا مادہ تھا کہ وہ تربیت کی راہ میں مخل ہو جاتا تھا۔ تربیت کے لئے دل کی نرمی بھی اس طرح کی ہونی چاہیئے کہ نظم و ضبط کے ساتھ مل جل کر اس میں رس پیدا کر دے تاکہ جب انسان نظام جماعت کو نافذ کرے تو جن لوگوں پر نظام نافذ ہوتا ہے ان کو یہ احساس نہ ہو کہ ایک خشک قسم کا نظام ہم پر ٹھونسا گیا ہے۔ یہ شکایت پیدا نہیں ہونی چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تلخی سے تنقید کی جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا جو کمزور ہے وہ گھٹیا ہے، بے حقیقت ہے۔ یہ طریق درست نہیں ہوتا کہ کسی سے تھوڑی سی غلطی بھی سرزد ہو گئی ہو، بے احتیاطی

ہو گئی ہو تو اس کو نظر سے گرا دیا جائے۔ یہ طریق تربیت کا طریق نہیں ہے تربیت کے لئے بجائے اس کے کہ دوسروں کے دلوں کو زخمی کیا جائے خود اپنے دل کو زخمی کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس پہلو کو پیشِ نظر رکھ کر تربیت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تربیت کے انداز سیکھنے چاہئیں۔ میں نے مختلف وقتوں میں، مختلف شکلوں میں اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ میں نے بارہا عہدیداران کو بالخصوص اور جماعت کو بالعموم سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جو ہدایت نہیں پاتے تھے یا جن کی تربیت میں نقص پائے جاتے تھے نفرت اور حقارت اور خشک تنقید سے نہیں دیکھا کرتے تھے بلکہ ان کے لئے آپؐ کا دل زخمی ہو جایا کرتا تھا۔ آپؐ ان کا دکھ محسوس فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص کسی کمزور کے لئے دکھ محسوس کرتا ہے اس کے نتیجے میں اس کی تنقید میں بھی ایک رس پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ تنقید جو دل کے گداز سے کی جائے اس کا اور رنگ ہوتا ہے اس کی اور تاثیر ہوا کرتی ہے۔ وہ تنقید جو خشک مُلّاں کی طرح کی جائے وہ اثر سے خالی ہوتی ہے۔ وہ اُس درخت کی طرح ہوتی ہے جو پھلدار نہ رہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر وہ زندگی کا رس تھا جو آپؐ کو آسمان سے بھی ودیعت کیا گیا اور خود آپؐ کے دل میں اٹھنے والے درد سے بھی وہ رس پھوٹا کرتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ پیار کے رنگ آپؐ کو اس بات سے روکنا پڑا کہ لوگوں کی خاطر اتنا تو غم نہ کیا کرو کہ خود ہی ہلاک ہو جاؤ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کتنا عظیم الشان ہے۔ فرماتا ہے :-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥ (الشعراء آیت ۴)

کہ اے میرے بندے کیا تو اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کہ یہ لوگ کیوں ہلاک ہو رہے ہیں، یہ تیری بات سن کر زندگی کا پانی کیوں نہیں پیتے اور آبِ حیات کے گھونٹ کیوں نہیں بھرتے۔ جو لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اپنے ارادے سے اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ تو اُن کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کئے دے رہا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی تنقید نہیں ہے کہ جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلطی کر رہے تھے، خدا نے سمجھایا اور اُس غلطی سے آپ کو روک دیا۔ یہ پیار اور محبت کے اظہار کا ایک حیرت انگیز طریق ہے جو کمال فصاحت و بلاغت کا آئینہ دار ہے۔ اس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مضمر ہے۔ اور اس طرح دنیا کو یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ جو سب سے زیادہ پاک تھا جو سب سے زیادہ معصوم تھا جو سب کائنات کا سردار بنایا گیا تھا اس کا دل چھوٹوں کیلئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ہدایت سے دور بھاگتے ہیں اتنا نرم ہے کہ ان کے لئے وہ سخت غم محسوس کرتا ہے۔

تربیت کیلئے دل کی نرمی اور درد کا ہونا ضروری ہے

یہ مسئلہ ایسا ہے جو سب سے زیادہ عورت کو سمجھنا چاہیئے۔ کوئی مرد اگر نہ سمجھ سکے تو اسے معذور خیال کیا جا سکتا ہے لیکن عورت کو معذور خیال نہیں کیا جا سکتا۔ عورت تو ماں ہوتی ہے اس سے بڑھ کر کون اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جب بچے غلطی کرتے ہیں تو ماں کی نصیحت میں خشکی اور سختی نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کی نصیحت میں تو درد اور سوز شامل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کی نصیحت سے بڑھ کر اور کوئی نصیحت نہیں ہوتی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بددُعا ہے اُس سے ڈرو کیونکہ وہ ضرور قبول کی جائے گی اور وہ ہے اپنی اولاد کے خلاف ماں کی دُعا۔ اس میں یہ حکمت کا راز ہمیں سمجھایا گیا کہ سوائے اس کے کہ کوئی ماں بے انتہا مجبور ہو گئی ہو اور بار بار مظالم کا نشانہ بنی ہو اس کے دل سے اپنی اولاد کے لئے بددعا پھوٹ ہی نہیں سکتی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عظیم حکمت کی بات بتائی۔ اور یہ حدیث قدسی ہے۔ کیونکہ جو بات خدا کی طرف منسوب کر کے آپؐ فرمایا کرتے تھے اس کے متعلق یہ مسلمہ اصول ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے تابع وہ بات کہا کرتے تھے، اپنی طرف سے کوئی اندازے لگا کے باتیں نہیں کیا کرتے ــــ اللہ نے آپ کو خود فرمایا کہ ماں کی بددُعا سے اولاد کو ڈرنا چاہیئے کیونکہ ماں اپنی اولاد کے لئے بددُعا کر ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ بے حد مجبور ہو گئی ہو اور اسے سخت تکلیف پہنچائی گئی ہو۔ اس کے متعلق ایک مثال ایسی آتی ہے جو ہے تو فرضی لیکن اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے بہت عمدہ مثال ہے اور اس سے پہلے بھی میں اپنے بعض خطابات میں وہ مثال بیان کر چکا ہوں۔ آپ میں سے بہت سے نئے ہیں ان تک وہ مثال نہیں پہنچی ہوگی اور مضمون سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دہرانے میں حرج کوئی نہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بیٹا اتنا ظالم تھا کہ اپنی ماں سے مسلسل بے اعتنائی برتتا رہا اور اُس بدنصیب کی بیوی ایسی تھی جو اس کے ذریعے اپنی ساس پر ظلم کروایا کرتی تھی۔ یہ سلسلہ اتنا بڑھ گیا کہ اس بیوی کی پیاس بجھنے کی بجائے اور بھڑکتی رہی۔ خاوند کی ماں کو اس گھر میں دیکھنا بھی اُسے پسند نہیں تھا یہاں تک کہ ایک دن اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر تجھ کو واقعی مجھ سے پیار ہے تو اپنی ماں کا سر تھال میں سجا کر لا تب میں تیرے ساتھ رہوں گی ورنہ تجھ سے میرا کوئی رشتہ نہیں۔ اُس بدبخت نے ایسا ہی کیا۔ کہتے ہیں جب وہ تھال پر اپنی ماں کا سر سجا کر بیوی کی طرف آ رہا تھا تو رستے میں ٹھوکر لگی اور وہ سر زمین پر جا پڑا۔ وہ لڑکا خود بھی زمین پر گرا ماں کے کٹے ہوئے سر میں سے آواز آئی، بیٹا! تمہیں چوٹ تو نہیں لگی، تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی۔ کسی نے یہ مثال بنائی ہے، کہانی ہے، اس میں حقیقت تو نہیں لیکن اس کہانی کے اندر جو روح ہے، وہ زندہ روح ہے، وہ سچی روح ہے۔ مائیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔

دوسروں کیلئے محبت و پیار کا عدیم النظیر جذبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ماؤں نے گواہی دی کہ خدا کی قسم! ماؤں سے بڑھ کر وہ ہم سے پیار کیا کرتے تھے۔ تمام صحابہ رضؓ اس بات پر گواہ ٹھہرے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کے غلاموں کو ایسا عشق تھا کہ کبھی چشمِ فلک نے ایسا عشق کسی اور کے لئے نہیں دیکھا۔ صحابہ رضؓ کا یہ عالم تھا کہ آپؐ پر فدا ہو ہو جاتے تھے۔ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر ان کی نظریں پڑتی تھیں تو سیراب ہوا کرتی تھیں۔ آپؐ ہی کے متعلق جنگ اُحد کا یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک ایسی عورت تھی جس کا باپ بھی وہاں شہید ہوا جس کے بھائی بھی شہید ہوئے جس کے بیٹے بھی شہید ہوئے۔ جب اُس کو یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو گئے ہیں تو اتنا دُکھ ہوا کہ بے اختیار میدانِ جہاد کی طرف دوڑی۔ راستے میں جو اُس سے ملتا تھا اس سے پوچھتی تھی کہ بتاؤ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔

ایک روایت کرنے والا بتاتا ہے کہ ایک موقع پر جب وہ میدانِ جہاد کے قریب پہنچ گئی ایک صحابیؓ سے اس نے پوچھا۔ ان کو علم تھا کہ اس کا باپ شہید ہو گیا ہے اس نے جواباً کہا کہ بی بی تمہارے والد شہید ہو گئے ہیں یا والد کی بجائے خاوند کا ذکر ہو گا تفصیل مجھے اس وقت یاد نہیں لیکن اُس بی بی کے تین بے حد قریب کے رشتے ایسے تھے جن کو شہادت نصیب ہوئی تھی۔ اُس صحابیؓ نے کہا کہ بی بی تمہارے خاوند شہید ہو گئے ہیں۔ اس نے پلٹ کر کہا میں نے خاوند کا کب پوچھا ہے میں تو محمد مصطفےٰ ؐ کی بات کر رہی ہوں ان کو تو کوئی گزند نہیں پہنچا؟ اس نے سمجھا کہ شاید خاوند کے ساتھ بعض بیویوں کے تعلقات اچھے نہیں ہوا کرتے اس لئے اس کو پروا نہیں ہے۔ اس نے کہا بی بی تمہارے بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا میں بھائیوں کا کب پوچھتی ہوں مجھے تو میرے آقا محمد مصطفےٰ ؐ کی خبر دو۔ اس نے یہ سمجھا کہ شاید اسے بھائیوں سے پیار نہیں تھا۔ کیونکہ وہ نرمی سے آہستہ آہستہ سب سے بڑی تکلیف کی خبر پہنچانا چاہتا تھا۔ اس نے اس کے بعد کہا کہ بی بی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارے بیٹے بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اُس نے پھر پلٹ کر کہا کہ میں بیٹوں کا کب پوچھتی ہوں مجھے میرے آقا ؐ کی خبر دو، محمد رسول اللہ ؐ کی خبر دو، وہ خیریت سے ہیں کہ نہیں؟ اسی اثناء میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشقوں کے جھرمٹ میں ان کے سہارے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ جیسے ہی اُس جواب دینے والے کی نظر آپ ؐ پر پڑی تو اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ ہیں محمد رسول اللہ ؐ، وہ زندہ سلامت موجود ہیں یہ سُن کر وہ بے اختیار چیخ اٹھی۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلُ

کہ اے میرے محبوب تُو زندہ ہے تُو سلامت ہے تو تیرے بعد کوئی مصیبت باقی نہیں رہی۔ ہر مصیبت ہر مشکل حل ہو گئی، تُو سب سے زیادہ پیار کرنے والا بھائی تھا، تُو سب سے زیادہ پیار کرنے والا سر کا سایہ تھا، تُو سب سے زیادہ پیار کرنے والا بچّہ تھا، جو پیار ہر طرف سے کسی عورت کو نصیب ہو سکتے ہیں وہ مجھے تجھ سے نصیب تھے، تجھ سے نصیب رہیں گے۔ ایسا معجزہ کیسے رونما ہوا؟ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں کبھی اس جیسا کوئی اَور واقعہ اس آسمان کے نیچے کہیں رونما نہیں ہوا۔ یہ تنہا واقعہ ہے۔ اس شان کا واقعہ کہ اس شان کے نہ سورج ہیں نہ چاند ستارے ہیں یہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی رحمت اور آپ ؐ کے عظیم اخلاق کا نتیجہ تھا کہ ایسی بات رونما ہوئی اور قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان کیا (جیسا کہ میں نے ابھی بطور حوالہ ذکر کیا تھا)

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥ (الشعراء آیت ۴)

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ٥ (الکھف آیت ۷)

یعنی اے محمد ؐ کیا تُو ان لوگوں کے غم میں ہلاک ہو رہا ہے جو تیری باتیں سنتے ہیں اور پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور ہلاکت کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

پس ناصح کے لئے جو سب سے اہم جذبہ ہے وہ محبت اور پیار کا جذبہ ہے وہ ان لوگوں کے لئے دکھ محسوس کرے جو نیک نصیحت کو سن کر اُن پر عمل نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ سزائیں بھی دیں اور بڑی سخت سزائیں دیں اور وہ اتنی لمبی ہو گئیں کہ حیرت ہوتی تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا شفیق اور نرم دل والا انسان اتنے لمبے عرصے تک سزا کیسے دے سکتا ہے۔ مگر چونکہ آپ ؐ کسی عورت کی طرح نرم دل نہیں تھے بلکہ ایک ایسے بااختیار مرد کی طرح نرم دل تھے جسے اپنے جذبات پر پورا پورا قابو حاصل تھا، جس کا دماغ اور دل باہم متوازن تھے۔ دل کو دماغ پر غلبہ نہیں تھا اور دماغ کو دل پر غلبہ نہیں تھا۔ دونوں پہلو بہ پہلو ایک توازن کے ساتھ جاری و ساری تھے۔ اس لئے جہاں اصولی طور پر آپ ؐ نے فیصلے فرمائے وہاں ان پر سختی سے قائم ہوئے یہاں تک کہ بعض دفعہ جب تک خدا کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوئی کہ اب ان کو معاف کر دو اس وقت تک آپ ؐ نے معاف نہیں کیا۔ لیکن اس عرصے میں بھی ان کے لئے دکھ محسوس کیا کرتے تھے، ان کو جب دیکھا رحم اور درد کی نظر سے دیکھا۔ اس لئے یہ وہ بنیادی صفات ہیں جو میں عہدیداران میں دیکھنی چاہتا ہوں۔

نظامِ جماعت کے خلاف سرزد ہونیوالی بعض باتیں

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مجھ پر کئی سال سے یہ تاثر چلا آ رہا ہے، ہو سکتا ہے کہ میں غلط ہوں تو خدا مجھے معاف فرمائے، لیکن مجھ پر یہ تاثر تھا کہ آپ کی سابقہ صدر بہت محنت کرنے والی، بے حد خلوص سے خدمت کرنے والی اور قربانی کرنے والی تھیں۔ مگر اس فطری جذبے سے عاری تھیں جو نصیحت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے اور جس کے بغیر دلوں پر گہرا اثر نہیں پڑتا۔ یہاں تک تو قابلِ برداشت تھا لیکن امسال شوریٰ میں ایک ایسی حرکت ان سے سرزد ہوئی جس کے نتیجے میں پھر اَور بھی فتنہ پیدا ہوا۔ کئی اَور لوگ بھی اپنے کئے کی سزا پا گئے لیکن بہانہ وہ بات بنی جو انہوں نے کہی۔ دو باتیں ایسی تھیں جو نظام جماعت کے خلاف اور شوریٰ کی روایات کے خلاف تھیں اور ہرگز زیب نہیں دیتا تھا کہ صدر لجنہ اُس اجلاس میں ایسی باتیں کریں۔ ایک تو انہوں نے جماعت پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہم باتیں تو کرتے ہیں عمل کوئی نہیں کرتے اور ساتھ اقبالؔ کا یہ شعر پڑھا ؎

مسجد تو بنا دی شب بھر میں، ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

عجیب حالت ہے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے جس کی قربانیاں بے مثال ہیں، کمزوریاں ہیں لیکن اس کے باوجود جو مسلسل اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہے ہم سب مل کر اس جدوجہد میں شامل ہیں۔ ان کے اوپر ایسا ناپاک فتویٰ کہ

مسجد تو بنا دی شب بھر میں، ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اس پر اگر مُربّی کو تکلیف پہنچی تو جائز تھی مجلس شوریٰ میں شامل خواتین کو بھی تکلیف پہنچنی چاہیئے تھی اور مردوں کو بھی تکلیف پہنچنی چاہیئے تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ مربی نے اپنے حق کو جیسا کہ فرض تھا ادا نہیں کیا۔ اُس وقت ان کو چاہیئے تھا کہ ادب کے ساتھ اٹھ کر امیر صاحب کو متوجہ کرتے اور عرض کرتے کہ سلسلے کی روایات کے خلاف کوئی اگر ناپسندیدہ بات کہی جائے تو فوراً اُسے سمجھا دینا چاہیئے تھا کہ آپ شاید روایات سے واقف نہ ہوں یا جو بات کہی ہے وہ آپ کو سمجھ نہ آئی ہو کیونکہ اردو میں بات

ہو رہی ہے اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ صدر لجنہ نے جو بات کہی ہے اس کا مطلب یہ ہے اور یہ جماعت کی غیرت کے خلاف ہے کہ اس قسم کی باتیں ہماری مجالس میں کی جائیں۔ یہ کہنے کے بعد بات کو وہیں ختم کر دیتے بعد میں میرے سامنے معاملہ پیش کیا جا سکتا تھا کہ اس کا کیا کیا جائے۔ انہوں نے ایسے رنگ میں تنقید کی جس کا میں نے مختصراً ذکر خطبہ جمعہ میں بھی کیا تھا جس سے آپ کو سمجھ آگئی ہوگی کہ ان کا ردِّ عمل خود اپنی ذات میں ناجائز تھا۔ مثلاً ایک بات انہوں نے بار بار کہی۔ میں نے خطبے میں وہ پہلے بیان نہیں کی اور جس پر خاص طور پر صدر مجلس لجنہ اماء اللہ کو غیر معمولی تکلیف پہنچی وہ یہ تھی کہ انہوں نے بار بار یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی سے میں نے یہ روایت سنی اور کئی دفعہ سُنی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی" کہ اگر تم حفظِ مراتب کا خیال نہیں کرو گے، ادب سے کام نہیں لو گے تو تم زندیق ہو جاؤ گے۔ "زندیق" کا ترجمہ صرف کافر نہیں ہے بلکہ یہ بہت ہی سخت لفظ ہے۔ زندیق کافر قرار دئے جانے والے کے لئے اس سے بڑھ کر ایک گالی ہے وہ اس بات کو وہاں کہتے رہے اور یہ بھول گئے کہ وہ خود امیر کا ادب نہیں کر رہے اور امیر کی اجازت کے بغیر یہ حرکت کر رہے ہیں اور یہ کہ خلافت کے احترام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ یہ تقریر کر رہے ہیں اور ان کا یہ کام نہیں تھا کہ اس قسم کا لفظ بولتے۔ ان کا فرض تھا ادب سے امیر کو توجہ دلاتے۔ بعد میں مجلس عاملہ میں جو واقعہ رونما ہوا وہ سراسر اس نصیحت کے بالکل برعکس تھا جو وہ خود صدر لجنہ کو کر رہے تھے۔ اسی لئے وہ ایک غلط طریق کار اختیار کرنے کے نتیجے میں خود بھی موردِ سزا ٹھہرے۔ اور یہ ہونا چاہیئے تھا کیونکہ ایک نائب امیر ہو اور پھر اتنا پرانا تربیت یافتہ مربی ہو اس کو ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ اس قسم کی حرکت کرے۔ لیکن دوسری طرف صدر لجنہ ہو اور اس قسم کی باتیں مجلس شوریٰ میں کر رہی ہو جن کے کرنے کا اسے کوئی اختیار نہیں تو یہ بھی درست نہ تھا۔ عجز و انکسار کا تقاضا تھا کہ وہ ایسی تلخ زبان میں مخلصین جماعت کے دلوں کو مجروح نہ کریں جیسی تلخ زبان سے انہوں نے کام لیا۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ مجھ پر ان کا جو تاثر چلا آ رہا تھا وہ درست تھا۔ جو عہدیدار کھلم کھلا مجلس شوریٰ میں ایسی باتیں کر سکتا ہے وہ اپنے ماحول میں جا کر پتہ نہیں کیا کیا تلخ باتیں کہہ دیتا ہوگا اور کس کس طرح بے چاری بچیوں کے دل مجروح ہوتے ہوں گے۔ ان میں غلطیاں ضرور ہوں گی، ماؤں میں بھی غلطیاں ہوں گی۔ لیکن کہنے اور جتانے کا انداز مختلف ہوا کرتا ہے۔

بار بار سمجھائی جانے والی انتہائی اہم بات

اگر کوئی اس طرح بات کرے کہ جس سے دوسرے کا دل دکھ جائے تو اس کا الٹا اثر ہوتا ہے اور اگر پیار اور محبت سے نصیحت کی جائے تو اس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اس طرح تنقید کرے جس طرح کہ تنقید کی گئی تھی تو انسان سچی بات کا بھی اثر قبول نہیں کرتا۔ بارہا میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ پتہ نہیں میری بات آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ بعض کو تو سمجھ آجاتی ہے لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو سمجھے بغیر رہ جاتے ہیں۔ بار بار میں سمجھاتا رہا ہوں کہ نصیحت کرنی ہو تو درد اور دُکھ سے کیا کریں اور سلیقے سے کیا کریں۔ بات اس رنگ میں کرنی چاہیئے کہ دل سے نکلے اور دل پر اثر انداز ہو۔ اور دلوں پر وہی بات اثر انداز ہوا کرتی ہے جو دل سے نکلتی ہے، دماغ سے نکلی ہوئی باتیں اثر انداز نہیں ہوا کرتیں۔ دماغ سے نکلی ہوئی باتیں دماغ پر تو اثر کر لیتی ہیں دل پر نہیں کرتیں۔ تربیت کا تعلق تو ہوتا ہی ہے دل کی باتوں سے۔ دماغ صرف مسائل سمجھاتا ہے۔ مگر دلوں کو محبت بدلا کرتی ہے دلوں کو پیار تبدیل کیا کرتے ہیں۔ ورنہ خشک مسائل تو مولویوں کو بھی سب معلوم ہیں۔ ان کے دل کیوں پتھر ہو گئے ہیں اور کیوں وہ اس بات کے نااہل ہو گئے کہ قوم کی تربیت کر سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل کے معاملات اور ہیں، دماغ کے اور ہیں۔ محبت، عشق و وفا، خلوص اور قربانی، نیز اپنے اندر ایک حیرت انگیز انقلابی تبدیلی پیدا کر لینا۔۔۔ یہ سارے دل کے معاملات ہیں۔ اس لئے صاحب دل کو تربیت کرنی چاہیئے اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ اور اچھے انداز سے بات کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی بات کو رد کر دیتا ہے اور طعنہ آمیزی سے کام لیتا ہے تو بھی طرزِ عمل یہ ہونا چاہیئے کہ انسان اس کے دُکھ کو محسوس کرے اور دُعا دیتے ہوئے واپس آجائے جیسے پرانے زمانہ میں بعض فقیر بڑے اچھے لگا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے بچپن میں بعض فقیروں کو میں قادیان میں دیکھا کرتا تھا اور میرے دل میں ان کے لئے بڑا پیار پیدا ہوا کرتا تھا۔ کسی گھر نے اگر ان کو دھتکار دیا اور کہا جاؤ روٹی نہیں ہے تو بھی وہ جواب میں کہتے اچھا اللہ تیرا بھلا کرے۔ تربیت کی راہ میں تو خدا کے رستوں کا ایسا فقیر بننا پڑتا ہے۔ اگر کوئی سختی سے کلام بھی کرتا ہے یعنی بات سننے کی بجائے اور شکریہ ادا کرنے کی بجائے طعنے دینے شروع کر دیتا ہے تو سر جُھکا کے کہیں اچھا اللہ تیرا بھلا کرے، ہم نے تو دل کے درد کے ساتھ، ہمدردی سے نصیحت کی تھی، توفیق ملتی ہے تو نصیحت قبول کرو نہیں ملتی ہے تو ہم اپنا رستہ لیتے ہیں۔ اب بات کہنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ ایک ہی بات اگر مختلف انداز میں کی جائے تو دیکھیں کتنا غلط اثر پڑ جاتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ سمجھایا ہے ایک مثال بار بار دی ہے اس کے باوجود بات دلوں میں نہیں بیٹھتی۔ میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر آپ بھوکی ہوں، سخت تکلیف میں ہوں اور کوئی شخص آپ سے کہے کہ یہ کھانا ہے زہر مار کر لو اگر زہر مار نہیں کرنا تو دفع ہو جاؤ۔ تو آپ کہیں گی ہاں میں دفع ہو جاتی ہوں ایسے بدبخت کھانے کو نہیں کھاؤں گی جس کے ساتھ بے عزتی کی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے باغیرت عورتیں ایسے موقع پر اٹھ کر چلی آئیں گی اور کہیں گی جاؤ تم بھی اور تمہارا کھانا بھی جہنم میں مجھے ایسا کھانا کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کھانا کھایا ہوا بھی ہو اور پیٹ بھرا ہوا ہو اور کوئی لجاجت کے ساتھ، پیار کے ساتھ بار بار کہتا ہے ذرا چکھ تو لو، کچھ میری خاطر ہی چکھ لو تو انسان کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور کہتا ہے اچھا کوئی بات نہیں میں چکھ ہی لیتا ہوں۔ بعض دفعہ میری بچیاں جب ڈائٹنگ کرتی ہیں تو مجھے یہی کرنا پڑتا ہے۔ اس قسم کی ڈائٹنگ کے میں سخت خلاف ہوں کہ رنگ پیلے پڑ گئے ہیں ہڈیوں کا رس چوسا جا رہا ہے اور سمارٹ بننے کے شوق میں کھانا بند کر رکھا ہے۔ میں پھر ان کی منت سماجت کرتا ہوں۔ کہتا ہوں دیکھو یہ میں نے کھانا کھایا ہے بہت ہی اچھی چیز ہے ذرا چکھ تو لو۔ وہ کہتی ہیں نہیں ابا، بالکل بھوک نہیں۔ میں کہتا ہوں یہ تو خیر جھوٹ ہے کہ بھوک نہیں تم نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ نہیں کھانا مگر چلو میری خاطر ہی کچھ چکھ لو۔ بڑی لیت و لعل کے بعد وہ بالآخر مان جاتی ہیں کہ اچھا اپنی خاطر تھوڑا سا چکھا دیں۔ تھوڑا سا چکھتی ہیں پھر ان کو مزہ آتا ہے،

پھر تھوڑا سا میں اور چکھا دیتا ہوں۔ تو نصیحت میں بھی یہی طریق ہے کوئی الگ طریق نہیں ہے۔ انسانی فطرت تو وہی ہے جو باپ بیٹی کے تعلقات میں ہے وہی ماں بیٹے کے تعلقات میں ہے وہی ایک صدر کے اپنی لجنات کے تعلقات میں ہے۔ فطرت انسانی تو نہیں بدلا کرتی۔ اس طریق سے آپ نصیحت کر کے دیکھیں۔ پھر دیکھیں کہ کیسی کیسی پاکیزہ اور عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

مجھے بطور خاص تکلیف پہنچانیوالی بات

دوسری بات جو انہوں نے کہی جس سے مجھے بطور خاص تکلیف ہوئی وہ یہ تھی کہ اُٹھ کر مردوں پر تبصرے شروع کر دیئے کہ ہم کیا کریں ہم کس طرح کامیاب ہو سکتی ہیں جبکہ مرد ہم سے تعاون نہیں کرتے۔ مجلس شوریٰ میں ایسی بات کہنا بہت نامناسب ہے، بے تعلق ہے، بے جا ہے۔ پھر یہ ایسی بات تھی جو خود مجھ سے وہ کہہ چکی تھیں۔ اپنی ایک مجلس کی میٹنگ میں مجھ سے انہوں نے کہی اور میں نے اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ ان کو سمجھایا کہ بی بی اس طرح نہیں کہنا چاہیئے! اگر کوئی مرد تعاون نہیں کرتا تو آپ کیا کر سکتی ہیں آپ نے اپنا فرض ادا کیا چھوڑ دیں اب اس بات کو۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی فرمایا ہے کہ

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ

تو نصیحت کر تیرا کام نصیحت کرنا ہے۔ کوئی نہیں سنتا تو اُس کا اپنا نقصان ہے۔ آگے بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا کہ اس کا خاوند تعاون نہیں کرتا۔ اس کا بیٹا تعاون نہیں کرتا۔ یہ لجنہ کا کام ہی نہیں ہے۔ نہ نصیحت کرنے والے کو ایسا کہنا زیب دیتا ہے۔ سب کچھ سمجھا چکا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے اُس دن شوریٰ میں اٹھ کر یہی بات بڑی تلخی کے ساتھ دہرائی۔ میں ساری کیسٹس کی ریکارڈنگ سن چکا ہوں اور اب وہ لکھتی ہیں میرا قصور تو بتایا جائے، میرا قصور کیا تھا؟ جس حد تک ان کا قصور تھا میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس میں وہ معذور ہیں۔ اس میں ان کا قصور کوئی نہیں ان معنوں میں کہ ان کو میری باتیں سمجھ ہی نہیں آئیں۔ بار بار سمجھانے کی کوشش کی پھر بھی پتہ ہی نہیں کہ تربیت ہوتی کیا ہے۔ خدمت جتنی چاہیں کریں قربانی جتنی چاہیں دیں جب اس کو پھل ہی نہیں لگنے تو ہم کیسے اس صدر کو رکھ سکتے ہیں۔ یہ جو دو واقعات ہوئے ہیں اس کے بعد میں نے فوری اور قطعی فیصلہ کیا کہ آئندہ یہ صدر لجنہ نہیں رہیں گی جب تک اپنے اندر دو پہلوؤں سے نمایاں تبدیلی پیدا نہ کریں۔ اوّل یہ کہ نصیحت میں، اپنے آپ کو مجروح کریں دوسروں کو مجروح نہ کریں۔ دوسرے یہ کہ خدا کی خاطر اس مقام پر بات کرنے سے رک جائیں جہاں آپ کو اختیار نہیں ہے۔ وہاں معاملہ خدا اور خدا کے دین پر چھوڑ دیں ایسی جگہوں میں دخل اندازی سے گریز کریں جہاں خدا آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا گہری حکمت پر مبنی ایک ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں نے اس موقع کے لئے رکھا ہوا تھا جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں لیکن پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ لوگ کہتے ہیں جی ایک بات ہی کی تھی۔ ایک بات ہی تو تھی اس سے کیا ہو گیا۔ یہ غلط بات ہے۔ بات ہی سے تو سب کچھ ہوتا ہے۔ بات ہی سے قومیں بنا کرتی ہیں اور بات ہی سے قومیں بگڑ جایا کرتی ہیں۔ بات ہی سے لوگوں کے مقدر روشن ہو جاتے ہیں اور بات ہی سے لوگوں کے مقدر ڈوب جاتے ہیں اور تاریک ہو جایا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بارے میں بہت دفعہ متنبہ فرمایا کہ زبان کے متعلق ہوشیار رہو۔ یہ ایک چھوٹا سا گوشت کا لوتھڑا ہے لیکن اس سے تمہاری تقدیر بن بھی سکتی ہے اور بگڑ بھی سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں۔

"سچّے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہیئے کہ تقوای کے بہت سے شعبے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صد ۴۲۲)

(یعنی جب ہم تقویٰ کی بات کرتے ہیں تو یہ مطلب نہیں کہ تقویٰ ایک ہی چیز ہے یعنی ایک ہی مضمون کا نام ہے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تقوای کی شاخیں تو بہت پھیلی پڑی ہیں انسانی زندگی کے مختلف شعبوں پر تقوای کے شعبے حکمران ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو اس حکمرانی کو قبول کرتے ہیں کچھ اس حکمرانی کو رد کر دیتے ہیں۔

تو دیکھیں کس حیرت انگیز حکمت کے ساتھ آپ فرماتے ہیں۔

"تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں۔ جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صد ۴۲۲)

جیسے مکڑی کا جال پھیلا ہوا ہوتا ہے، اس کے تار پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں۔ آپؑ نے جو مثال دی ہے اس میں فی ذاتہٖ بہت حُسن ہے۔ مکڑی کے جالے کے تار اس کثرت سے ہر طرف پھیلے ہوتے ہیں کہ یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ پتہ کریں کہ تار کدھر سے نکلا اور کدھر چلا گیا۔ اور پھر تار باریک ہوتے ہیں ایسے باریک کہ بعض جانوروں کو، بعض کیڑے مکوڑوں کو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ وہ اس میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح جس انسان کی بصیرت کمزور ہو وہ باریک جال دیکھ نہیں سکتا۔ اور اس کو پتہ نہیں لگتا کہ تقویٰ کے جال کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں اور کہاں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ برخلاف اس کے جس کی نظر روشن ہو اس کو پتہ لگ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نورِ بصیرت عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آپؑ نے مثال بھی بہت عمدہ دی فرمایا تقویٰ کے شعبے عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد سے زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے یعنی تقویٰ کا تعلق انسانی جسم کے ہر عضو سے ہے، انسانی جسم کے ہر حصّے سے ہے، ہر خلیے سے ہے اور پھر تقویٰ کا تعلق عقائد سے بھی ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان کا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ عقائد کا معاملہ سب سے نازک ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اعضائے بدن کا معاملہ سب سے نازک ہے۔ یہ فرمایا کہ تقویٰ کا زبان سے سب سے زیادہ نازک تعلق ہے اور اس کے متعلق میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ بسا اوقات انسان تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا۔ یہ عادت مردوں میں بھی ہوتی ہے اور عورتوں میں بھی ہوتی ہے تاہم اگر میرا اندازہ درست ہے اور اس بارے میں آپ مجھے معاف فرمائیں تو میں یہ کہوں گا کہ عورتوں کے مزاج میں یہ بات زیادہ داخل ہے۔ ایک عورت ایک بات کہتی ہے تو دوسری ٹکا کر اس کو جواب دے کر گھر آتی ہے۔ اور آ کے کہتی ہے اُس نے یہ کہا تھا میں نے آگے سے یہ کہہ دیا اب بیٹھی جلتی رہے گی۔ میں نے بھی نہیں چھوڑا۔ وہ کیا سمجھتی ہے اپنے آپ کو میں نے جو کہا وہ تو کچھ بھی نہیں میں تو اُس سے بھی زیادہ سخت ہوں۔ پرانے زمانے

میں بعض عورتیں اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ ہم سے زیادہ "کپتی" کوئی نہیں۔ یہ بدبختی ہے ہمارے معاشرے کی۔ جن معاشروں میں یہ بدبختی نہیں وہ خوش نصیب ہیں۔ ہر جگہ کی عورت ایک جیسی نہیں ہے۔ فطرت کے لحاظ سے تو ہر جگہ کی عورت ایک ہے لیکن عادتوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ جہاں تک ہندوستان اور پاکستان کے معاشرے کا تعلق ہے میرا بچپن ہی سے یہ تاثر ہے کہ اس معاملے میں عورتیں، مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ مرد غصے میں کھلی کھلی بات صاف صاف بات کر کے آجاتا ہے اور بسا اوقات پھر بھول بھی جاتا ہے، دوسروں کو بتاتا بھی نہیں۔ لیکن کسی عورت نے اگر ٹکا کر جواب دیا ہو تو گھر آکر ضرور بتاتی ہے اور بڑے فخر سے بتاتی ہے کہ اس نے یہ کہا میں نے یہ جواب دیا بڑا مزہ آیا۔

دلوں کی پاتال تک پہنچنے والی نظر

دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر لوگوں کے دل تک ہی نہیں ان کے دل کی پاتال تک بھی پہنچی ہے۔ فرماتے ہیں۔ بسا اوقات انسان تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے یعنی اُس وقت اس میں خدا کا خوف نہیں ہوتا، اس وقت اس میں خدا کی محبت کی طلب نہیں ہوتی، یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس بات سے خدا خوش ہوگا یا ناراض ہوگا۔ ایک انسان ایک تلخ بات جواباً کہہ دیتا ہے اور دل میں خوش ہوتا ہے کہ میں نے بڑا تیر مارا ہے۔ حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔ اُس بات کو کہنے سے سننے والا بُرا بنے یا نہ بنے کہنے والا خود بُرا بن جاتا ہے۔ مجھے اس پر ایک بزرگ کی مثال یاد آئی ہے۔ کسی دنیا دار نے ایک بزرگ کی دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال میں کھانا لگا کر لاؤ۔ جو ہم پہلے حج کے موقع پر لائے تھے۔ پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج کے وقت لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا تھال بھی لیتے آنا۔ اُس بزرگ نے فرمایا کہ تو بہت ہی قابل رحم انسان ہے ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین حج ضائع کر دیئے۔ اب حج تو ایک بڑا لمبا مجاہدہ تھا۔ اس کو بڑی لمبی محنت کرنی پڑی۔ سفر کی صعوبت برداشت کی۔ اخراجات بھی بہت ہوئے۔ گرمیاں تھیں تو شدید تکلیف میں اس نے حج ادا کئے۔ کتنا بڑا وزن ہے اس ایک بات کا کہ وہ تھال لانا جو پہلے حج سے ہم لے کے آئے تھے وہ ایک بات سب دوسری باتوں کے وزن پر غالب آگئی۔ اور آناً فاناً ایک بات نے سب نیکیوں کو ہلاک کر دیا۔

تو کون کہتا ہے کہ بات سے فرق نہیں پڑتا۔ بات ہی سے تو سارے فرق پڑتے ہیں۔ کیونکہ بات سے دل کی گہری اندرونی نیکی کا تعلق ہوتا ہے یا دل کی گہری اندرونی بدی کا تعلق ہوتا ہے۔ بات کا ایسے مزاج سے تعلق ہوتا ہے جو لمبے عرصے کی بداعمالیوں سے وجود میں آتا ہے یا لمبے عرصے کی نیکیوں سے وجود میں آتا ہے۔ اس کے نتیجے میں باتوں کے انداز بدل جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کی باتیں جتنی مرضی لفاظی وہ کریں اثر سے خالی رہتی ہیں بلکہ ان سے گھن آتی ہے۔ ایسے لوگوں کی مجلس میں زیادہ دیر بیٹھنے سے انسان گھبرا جاتا ہے کہ کیا فضول دکھاوے کی اور دنیا داری کی باتیں کرنے والا شخص ہے۔ اس کی باتوں میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کا کوئی جزو نہیں ہے، کوئی عنصر نہیں ہے کوئی گہری سچائی نہیں ہے۔ اس کے مقابل پر بعض لوگ سادہ سی بات کرتے ہیں جو بڑا وزن رکھتی ہے، بہت دل پر گہرا اثر رکھتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دل میں پیار پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ایک بات کو سننے کے لئے آدمی گھنٹوں بیٹھا رہتا ہے۔ تو بات میں بہت کچھ ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ منہ کی بات کی کیا بات ہے۔ منہ کی بات کی ہی تو بات ہے۔ اس لئے آپ جب منہ سے بات نکالا کریں احتیاط کیا کریں، غور کر لیا کریں۔ بعد میں نہ سوچا کریں پہلے سوچ لیا کریں جو بات منہ سے ایک دفعہ نکل جائے وہ پرائی ہو جاتی ہے اس پر بعض دفعہ اقدام کرنے پڑتے ہیں۔

آئندہ آنیوالی نسلوں سے تعلق رکھنے والی نصیحت

میں آئندہ آنے والی صدر لجنہ کو بھی متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ان معاملات میں پوری احتیاط سے کام لیں۔ اگر وہ نصیحت کرنے کے ساتھ دل کا دُکھ بھی محسوس نہیں کرتیں تو اپنی فکر کریں اور دعا کے ذریعے اپنا علاج کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر وہ غصے سے بے قابو ہو جاتی ہیں یا دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں کہ وہ نیکی میں ہم سے پیچھے ہے اور سمجھتی ہیں کہ یہ پردہ کی پوری طرح پابند نہیں یا اس کی فلاں بات خراب ہے تو پھر وہ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ بھی صدر بن سکیں۔ ان کو پھر استغفار سے کام لینا چاہیئے۔ وہ مجھے مخفی طور پر اطلاع کر دیں کہ ان باتوں میں، میں مجبور ہوں۔ اگرچہ استعفاء دینا جائز نہیں مگر اس قسم کی بات میں، اگر مجھے واقعات لکھ دیئے جائیں تو میں ان کو ضرور زیرِ نظر لاتا ہوں۔ مگر میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے وہ ایسا نہیں کریں گی یا ان میں یہ حوصلہ ہوگا۔ خدا انہیں حوصلہ عطا فرمائے گا کہ وہ ان نصیحتوں کو پلّے باندھ لیں، مضبوطی کے ساتھ ان کو پکڑ لیں اور پھر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اس خطاب سے صرف صدر لجنہ مخاطب نہیں۔ آپ میں سے ہر ایک جو عہدیدار ہے وہ بھی مخاطب ہے، آپ میں سے ہر ایک جو گھر کی مالکہ بنائی گئی ہے۔ وہ بھی مخاطب ہے۔

یہ ایسی نصیحت ہے جس کا بڑا گہرا تعلق آپ کی اپنی زندگی سے ہی نہیں، آپ کے ماحول سے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ نصیحت سیکھیں۔ اور اُس اندازِ نصیحت کو اپنا لیں۔ اور پھر اِسے اپنی جان سے زیادہ اور اپنی روح سے زیادہ عزیز رکھیں۔ پھر خدا تعالیٰ آپ کے اندر ایک عظیم الشان قوت پیدا فرمائے گا جو اثر رکھتی ہو گی، جو دلوں کو تبدیل کرنے کی اہلیت رکھتی ہوگی۔ وہ مائیں جو یہ شکایت کرتی ہیں کہ ہماری اولاد بگڑی ہو گئی اور کہتی ہیں کہ جرمن ماحول میں ہماری اولاد کے ساتھ یہ ہو گیا امریکن ماحول میں یہ ہو گیا اب ہماری کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایسی مائیں یہ سوچتی ہی نہیں کہ اس خرابی کا آغاز انہیں کی طرف سے ہوا ہے۔ ابتداء ہی سے جب اولاد آنکھیں بدلنے لگی تھی اس کی ماں کے دل میں وہ درد نہیں پیدا ہوا جو بچے پر گہرا اثر کر سکتا تھا اگر اس وقت وہ درد پیدا ہو جاتا تو بچہ کبھی وہ منزلیں طے نہ کرتا جن منزلوں کو طے کرنے کے بعد پھر ماں کی آواز بھی اس کو سنائی نہیں دیتی، پھر وہ ماں کے درد کو دیکھ بھی نہیں سکتا۔ ایسی ہی کیفیت ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ.

یعنی اب تو یہ لوگ بہرے ہو گئے، اندھے ہو گئے، گونگے ہو گئے اب تو یہ لوگ واپس نہیں لوٹیں گے، اب تو نکل گئے ہاتھ سے۔ اس وقت کیوں

روتے ہو۔ جب ابھی کانوں میں قوت شنوائی موجود تھی، جب آنکھوں میں بصارت تھی بصیرت تھی، اُس وقت ان کو اپنا غم دکھاتے۔ اس وقت اپنے دل کی روداد اُن کو سناتے تو ضرور اثر ہوتا۔ لیکن اب جبکہ وہ ان نوروں سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ تمہاری آواز ان کو سنائی نہیں دے گی۔

انقلاب عظیم پیدا کرنے والا دل کا درد

یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ جس کو بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگ میں ہم پر روشن فرمایا، جس کو بار بار ہم بھول جاتے ہیں اور بار بار اس سے دکھ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے وہ مائیں جو سچے دل سے اپنی اولاد کی بھلائی چاہتی ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ وہ اولاد کی غلطی پر انہیں ڈانٹیں ڈپٹیں نہیں مارنا نہ شروع کریں بلکہ اپنے درد کو سجدوں میں برسائیں۔ وہ دل کا درد ہے جو عظیم انقلاب پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اس کی طاقت کے سامنے کوئی دُنیا کی دوسری طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین قرار دیا گیا کسی اور نبی کو کیوں نہ یہ لقب عطا فرمایا گیا اس لئے کہ تمام جہانوں کے لئے سب سے زیادہ درد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا۔ اس بے مثال درد کی وجہ سے ہی آپ رحمت بن سکتے تھے۔ اگر درد نہ ہوتا خشک نصیحت ہوتی تو ساری دنیا کے لئے ایک زحمت بن جاتے۔ مُلّا اور خشک ناصح کی تو باتوں سے انسان گھبراتا ہے' نفرت کرتا ہے کہتا ہے جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے' اپنی نصیحتیں لے جاؤ ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن صاحبِ دل کی نصیحت کا اور اثر ہوا کرتا ہے وہ تو ماں ہو جاتا ہے بعض دفعہ ماں سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے ماں سے بڑھ کر درجہ رکھتے تھے۔ اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جو آپ کی تنظیمی تربیت کی ضرورتوں کو بھی پورا کریں گی اور گھریلو تربیت کی ضرورتوں کو بھی پورا کریں گی۔

کسی رنگ میں بھی تحقیر کا معاملہ نہیں ہونا چاہیئے

اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے میرے دل میں آپ کی سابقہ صدر کے لئے کوئی غصّے کے جذبات ہرگز نہیں، اک ذرہ بھی نہیں۔ تکلیف مجھے بہت پہنچی تھی لیکن اس کو میں نے ضبط کیا اور اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ دل کی بُری نہیں ہیں بے چاری مجبور ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ کسی رنگ میں بھی تحقیر کا معاملہ نہیں ہونا چاہیئے نعوذ باللہ من ذالک تحقیر کا معاملہ تو ان کے ساتھ بھی نہیں ہونا چاہیئے جو سزا کے حقدار تھے، جنہوں نے کھلم کھلا غلطی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غلطی کی، وہ جانتے تھے کہ اس کا نظام جماعت پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ ان سے بھی غصّے کا کسی کو حق نہیں۔ ان سے بھی نفرت کا کسی کو حق نہیں۔ ان کے لئے دل میں درد محسوس کریں' ان پر رحم کریں۔ بہت بدنصیب وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی نیکیوں کو اس طرح ضائع کر دیتے ہیں اور نیکیاں کمانے کے بعد پھر خالی ہاتھ ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے متنبہ فرمایا تھا جبکہ فرمایا کہ ایسی عورت کی طرح نہ بننا جو سارا دن سوت کاتے اور شام کو تکلے کے اوپر چھری پھیر دے اور کاتا ہوا سُوت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ ایسے بھی ہوتے ہیں بعض لوگ۔ بدنصیبی ہے۔ بے چارگی ہے ان کی۔ ان پر رحم آنا چاہیئے۔ ان پر غصّے کا سوال نہیں لیکن صدر کے ساتھ خاص طور پر ممنونیت کا تعلق بھی قائم رکھنا چاہیئے۔ میں جانتا ہوں انہوں نے بہت محنت کی ہے، بہت خلوص کے ساتھ بے حد لمبے عرصے تک قربانی کی ہے، بہت سے ان کے فیض بھی پہنچے ہیں، بہت سا نظم وضبط آج جو یہاں دکھائی دیتا ہے اس میں ان کی کوششوں کی برکت بھی شامل ہے۔ تو ان کو اعزاز کے ساتھ رخصت کریں۔ نئی آنے والی جو مجلس عاملہ ہے وہ ان کا شکریہ ادا کرے۔ باقی لجنات بھی شکریے کے طور پر ان کے لئے دُعا کریں کہ جو کمیاں رہ گئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی پورا فرمائے اور ان کے دل میں وہ نرمی کا گوشہ رکھ دے جو ایک نصیحت کرنے والے کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ غصّے اور نفرت سے دلوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر بنی نوع انسان کی اصلاح ممکن نہیں۔ بنی نوع انسان تو کجا آپ کے اپنے گھر کی اصلاح بھی ممکن نہیں۔

آیئے اب دُعا کر لیتے ہیں پھر یہ مجلس ختم ہو گی۔

تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جبکہ ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہیئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات (انسان) تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اُس متکبّر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اُس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے، ان تین فقروں میں تُو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا' تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تُو اس امر کا اظہار کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی' بیہودہ' بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۲۲)

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اور دلکش منظوم کلام

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
مَیں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اَب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کِس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

اے مرے پیارے فِدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہ مبارک

از قلم حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

احمدی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی ہیں۔ مگر احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اس کے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہم نے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شاید ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا کچھ حظ اٹھائیں۔

حُلیہ مُبارک

بجائے اس کے کہ آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں اور نتیجہ پڑھنے والے کی رائے پر چھوڑ دوں۔ آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ

"آپ مردانہ حُسن کے اعلیٰ نمونہ تھے"

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ یہ نہ ہو کہ

"یہ حسنِ انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا" اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ آپ کے چہرے پر نورانیت کے ساتھ رعونت ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس چولہ صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھا دیا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے آس پاس کے دیہاتی اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آواز سن کر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا اور جو شخص آتا مولوی سیّد محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کر کے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا جب تک مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہہ کر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ حضرت اقدس یہ ہیں۔

بعینہٖ ایسا وقت ہجرت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ میں پیش آیا تھا وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ خداؐ سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک کہ انہوں نے آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر کے لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ نہ کر دیا۔

جسم اور قد

آپ کا جسم دبلا نہ تھا اور نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے۔ تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت کھردری نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپ کا جسم پلپلا نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی اور نہ آپ کے جسم پر جھُریاں پڑیں۔

آپؑ کا رنگ

رنگم چو گندم است وبمو فرق بین است
زاں بساں کہ آمد است در اخبارِ سرورم

آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپؑ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی کبھی کسی صدمہ رنج و ابتلاء مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا علاوہ اس چمک اور نور کے آپؑ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر یہ بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیت قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا اور ایمان کا نور بدکار چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔ آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں۔ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو گئے۔ مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے۔ ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو مسجد میں بلاتا ہے، مسکراتا ہوا۔ اِدھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں۔ ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مجھے الہام ہوا۔ اُس

نے حق کی طرف رجوع کیا حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔ کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی اس نے اپنی سنادی اور سننے والوں نے اس کے چہرے کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے۔ ہم کو غم کھا رہا ہے۔ اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھوں میں دے دیا۔ اور اس نے آتھم کا رجوع اور بے قراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دے دی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریا دلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکایک تلاشی کے لئے آموجود ہوئے۔ لوگ الگ کر دیئے۔ اندر کے باہر، باہر کے اندر نہیں جاسکتے تھے۔ مخالفین کا یہ زور کہ حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپؐ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پہ ہے اور خود پولیس کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھڑیاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔ کچھ خطوط انہوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے۔ مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ گویا نہ صرف بے گناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقعہ نزدیک آتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں۔ ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کانسٹیبل کو باہر نکلتے اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ ان کا رنگ فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھا رہا ہے۔ اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیشگوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کے آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔ غرض یہی حالت تمام مقدمات، ابتلاؤں، مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ اطمینانِ قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا۔ جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئی تھیں۔

آپؐ کے بال مُبارک

سر کے نہایت باریک سیدھے چکنے چمکدار اور نرم تھے۔ اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے۔ گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم کم اور نہایت ملائم تھے۔ گردن تک لمبے تھے۔ آپ نہ سر منڈواتے تھے۔ نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے۔ بلکہ اتنے لمبے رکھتے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔ سر میں تیل بھی ڈالتے۔ چنبیلی یا حنا وغیرہ کا۔ یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

ریش مُبارک

اچھی گھندار تھی، بال مضبوط، موٹے اور چمکدار تھے۔ سیدھے نرم حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے۔ یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے۔ بلکہ سیدھے نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ شاید کچھ کچھ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری کی داڑھی سے ملتی تھی۔ داڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہونے کی وجہ سے کچھ بال پورے بھی اترواتے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں۔ ریش مبارک چہرہ کے تینوں طرف تھی اور بہت خوبصورت نہ اتنی کم کہ چھدری اور نہ صرف ٹھوڑی پر ہو۔ نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔

وسمہ مہندی

ابتداءِ ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے کثرت سے ہوتے کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے۔ وسمہ ترک کر دیا تھا۔ البتہ کچھ روز انگریزی وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا۔ آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب نے ایک وسمہ بنا کر پیش کیا تھا۔ وہ لگاتے تھے اس سے ریش مبارک سیاہ آگئی تھی۔ مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔ ریش مبارک کی طرح مونچھوں کے بال بھی مضبوط اور چمکدار تھے۔ آپ لبیں کترواتے تھے مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح منڈھی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹ کے کنارے سے نیچے ہوں۔ جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے۔ پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ مونڈ لیا کرتے تھے یا کتروا دیتے تھے۔ پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے، اس طرح ہاتھوں کے بھی۔

چہرہ مُبارک

آپؐ کا چہرہ مبارک کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان تھی پھر بھی جھریوں کا نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ متفکر اور غصّہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشانات نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردّد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

آپؐ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وجہ سے کہ تھے کہ سوائے اس وقت کہ جب آپؐ ان کو خاص طور پر کھولیں۔ ہمیشہ قدرتی غضِّ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں۔ بلکہ آپؐ مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں۔ اس طرح جب مردانہ مجالس میں بھی تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی۔ گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپؐ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کے قابل ہے کہ آپؐ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپؐ کی آنکھیں کبھی کام کرنے سے نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپؐ کے ساتھ حفاظتِ عینَ کا ایک وعدہ تھا۔ جس کے ماتحت آپؐ کی چشمانِ مبارک آخر وقت تک بیماری اور تھکاوٹ سے محفوظ تھیں۔ البتہ پہلی رات کا ہلال آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ناک حضرت اقدسؑ کی نہایت خوبصورت بلند بالا تھی۔ پتلی، سیدھی، اونچی اور موزوں۔ نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ کان آنحضورؐ کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے۔ نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے۔ قلمی آم کی قاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے سے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپؐ کی آخر وقت عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔ رخسار مبارک آپؐ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں نہ رخساروں کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں۔ بھنویں آپؐ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ ابرو نہ تھے۔

پیشانی اور سر مُبارک

پیشانی مبارک آپؑ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی۔ اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپؑ کی جبیں سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ، اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے۔ یعنی جو سیدھی ہو نہ آگے کو نکلی ہو۔ نہ پیچھے کو دھسی ہوئی اور بلند ہو یعنی اونچی اور کشادہ ہو اور جو چوڑی ہو۔ بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپؑ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی جبیں بر جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپؑ کا بڑا تھا خوبصورت بڑا تھا اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا یعنی لمبا بھی تھا، چوڑا بھی تھا، اونچا اور سطح اوپر کی اکثر ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ سرحدی لوگوں کے سروں کی طرح پیچھے سے پچکا ہوا نہ تھا۔ آپؑ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپؑ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مُبارک

آپؑ کے لب مبارک پتلے نہ تھے مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپؑ کا متوسط تھا اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہے۔ بعض اوقات جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپؑ عمامہ کے شملہ سے دہانہ مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندانِ مبارک آپؑ کے آخر عمر میں خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جایا کرتی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبانِ مبارک میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کروایا تھا مگر کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپؑ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں اکثر گرمیوں میں بعض دفعہ پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی میں برابر پہنتے تھے تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجایا کرتا تھا۔ مگر آپؑ کے پسینہ میں کبھی بُو نہیں آیا کرتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مُبارک

آپؑ کی گردن مبارک متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپؑ اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسلِ جمعہ، حجامت، حِنا، مسواک، روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر فرمایا کرتے تھے۔ مگر بانکے یا بنے ٹھنے رہنا آپؑ کی شان سے بہت دور تھا۔

دل کی سوزش سے دُعائیں کریں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"دُعاؤں کے ذریعے حیرت انگیز تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ایسے ایسے عظیم نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ انسان کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں کہ کیسے یہ واقعہ ہوا۔ پس اس کیلئے باخدا بننا ضروری ہے۔ خشک منہ کی دُعائیں کبھی قبول نہیں ہو سکتیں جبکہ دل کی سوزش کے ساتھ ان کا تعلق نہ ہو۔ اس لئے دُعاؤں میں سوز پیدا کریں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

آن ملے شاہِ زماں

لو آن ملے شاہِ زماں عید ہوئی ہے
دل مدّتوں تڑپے ہیں تو اب دید ہوئی ہے
جذبوں کی تمازت سے دمکتے ہوئے چہرے
تکمیلِ تمنّا سے چمکتے ہوئے چہرے
ہر سمت جمانقشہ ہے رقصاں ہیں بہاریں
مخمور ہے دل پوری ہوئیں آج دُعائیں
لمحوں میں سمٹ جاتا ہے یوں وقتِ جدائی
معلوم ہؤا، دل کی تمنّا جو بر آئی
اس چہرۂ انور پہ نظر جب بھی پڑی ہے
دل کہتا ہے ایمان کی تجدید ہوئی ہے
ہے پیارے خلیفہ کی قیادت میں یہ جلسہ
سو سال سے جاری ہے یہ عرفان کا چشمہ
اسلام کا پیغام زمانے کو دیا ہے
دنیا کی ہر اک قوم نے پانی یہ پیا ہے
ہر سمت سے آئے ہیں نصیب اپنا جگانے
اللہ کے محمدؐ کے مسیحاؑ کے دیوانے
پھر باندھتے ہیں آج سے پیمانِ وفا ہم
یا رب دے یہ طاقت نہ کریں کوئی خطا ہم
مرکز میں بہت جلد پھر آئیں میرے آقا
مقبول ہوں ہم سب کی دُعائیں مرے مولا
یا رب ہوں جماعت پہ تری رحمتیں پیہم
ہر احمدی کے دل کی دُعا ہے یہی مریم

مکرمہ مبارکہ مریم صاحبہ

آریہ سماج کا زوال واستیصال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دورِ سعادت میں جن محاذوں پر علمی اور عملی طور پر اسلام کی خدمات سرانجام دیں ان میں ایک ویدک دھرم سے مقابلہ کا محاذ بھی تھا۔ آریہ سماج کے زوال واستیصال کے اسباب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات آج ہر ایک پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

پنڈت اودے بھانو نے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

"چاند پور میں مولوی مشتاق احمد صاحب کے شکست کھاکر مع دیگر مولویوں کے شدھ ہونے پر ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ مولویوں نے اکٹھے ہو کر مشورے شروع کر دیئے لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ سوامی دیانند کے سامنے کھڑا ہو سکتا۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنجاب کے آریوں نے سوامی دیانند کو دعوت دی کہ وہ پنجاب میں بھی آکر ویدک دھرم کا پرچار کریں یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ سوامی جی کو پنجاب آنے میں کچھ دیر ہو گئی اس عرصہ میں قادیان کے مرزا غلام احمد نے ویدک دھرم کے خلاف نہایت شدت سے حملہ کر دیا اور وہ حملہ اس قدر سخت اور اچانک تھا کہ آریہ سماجی یہ وچار ہی نہیں کر سکے کہ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے ایک اشتہار وزیر ہند پریس امرتسر میں چھپوایا اس میں انہوں نے سوامی دیانند کو مباحثہ کے لئے بار بار للکارا۔ لیکن سوامی جی کے بروقت نہ آسکنے کی وجہ سے سارے کا سارا پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ اور چند تعلیم یافتہ مسلمان جو کہ ویدک دھرم سے متاثر ہو چکے تھے پھر مسلمانی دھرم میں پکے ہو گئے۔"

"از آریہ مسافر" آگرہ ۱۲ فروری ۱۹۰۷ء

شائع شدہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۹ رجون ۱۹۶۳ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انجام پانیوالا کسرِ صلیب کا عظیم الشان کارنامہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد کسرِ صلیب بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اس عظیم مقصد کو اس شان سے پورا فرمایا کہ بعض انصاف پسند غیر احمدی علماء بھی اس ضمن میں آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ذیل میں مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک شہادت درج کی جاتی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انجام پانے والے کسرِ صلیب کے عظیم الشان کارنامہ کا اعتراف کیا گیا ہے۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ میں ایک پادری نصراتی پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف لے کر ولائت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولائت کے انگریزوں نے روپے سے بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرۃ و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا وہ تو ناکام ثابت ہوا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے کارگر ثابت ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا نام لیتے ہو وہ دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھے قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے نصراتی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولائت تک کے پادریوں کو شکست دی۔"

دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ نمبر ۳۰

از مولانا اشرف علی تھانوی

شائع شدہ الفضل ۹ رجون ۱۹۶۳ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تزکیۂ نفوس

احبابِ جماعت کیلئے دعوتِ غور و فکر

مکرم خواجہ خورشید احمد، سیالکوٹی

> خدا تعالیٰ اس جماعت کو ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہو ——— (المسیح الموعود)

❀❀❀❀❀❀❀

اللہ تعالیٰ کے مقدس اور برگزیدہ مامورین اور مصلحین ایسے زمانہ میں مبعوث ہوتے ہیں جبکہ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے مطابق خشکی اور تری میں بسنے والے کیا عوام اور کیا علم و فضل کے مدعی لوگ قسم قسم کے شرک و معاصی اور دیگر روحانی امراض کا شکار ہوتے ہیں ایسے پُرظلمت زمانہ میں جہاں ایک طرف انسانی قلوب سے توحید خداوندی کا تصوّر اور دین سے تعلق رکھنے والے دیگر روحانی امور محو ہو چکے ہوتے ہیں وہاں معبودانِ باطلہ کی محبت اور مادی دنیا سے رابطہ کا احساس بڑی شدّت سے نسلی انسانی کے دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں پژمردہ دلوں میں روحانی بیداری پیدا کرنے اور انسان کو اس کی تخلیق کے حقیقی مقصد یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کی طرف توجہ دلانے اور تائیدِ حق اور ابطال باطل کے لئے مامورین ربانی کا ظہور ہوتا ہے۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے گذشتہ زمانوں کی طرح اس زمانہ میں بھی قادیان کی سرزمین سے اپنے ایک برگزیدہ مامور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجدیدِ دین اور اصلاحِ خلق نیز دنیا میں ایک عظیم روحانی تغیّر پیدا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک آمد کا مقصدِ وحید وہی ہے جو ہمارے مقدس آقا نبیوں کے سرتاج حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

> "خدا تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملوں سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"
>
> (آئینہ کمالاتِ اسلام صد ۲۵۱)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ

> "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو اس کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"
>
> (لیکچر لاہور صد ۴۷)

یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی ہی اپنی مقدس بعثت کے مقاصد عالیہ میں گزری ہے۔ کوئی گھڑی بھی تو ایسی نہ تھی جس میں خدا تعالیٰ کا یہ برگزیدہ انسان اپنے فرضِ منصبی سے غافل پایا گیا ہو۔ جن بزرگ انسانوں نے بھی آپؑ کی حیاتِ قدسیہ کا عظیم الشان دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور آپؑ کی صحبت میں رہے ہیں وہ اس امر کی بخوبی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر آن خدا تعالیٰ کی حمد و ستائش اور کبریائی کے اظہار میں مصروف رہنے کے علاوہ مخلوق خدا کی روحانی بہتری اور بہبودی میں شب و روز فکرمند رہتے تھے اور آپؑ کی یہ دلی تمنّا تھی کہ میرے ماننے والوں میں نیکی اور تقویٰ کے اعتبار سے ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے کہ جسے دیکھ کر آسمان کے فرشتے بھی ان سے مصافحہ کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلص اور مقبول بندوں کی دعاؤں اور التجاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان اللہ والوں کے ہاتھوں سے مذہبی عالم میں ایک عظیم روحانی انقلاب رونما ہو۔ ایسا عظیم الشان انقلاب جس کی نظیر سوائے اسلام کے دورِ اوّل کے کسی اور زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے

احباب کو اپنی مقدس زندگی میں جس قدر بھی حقائق و معارف سے لبریز تقاریر اور مواعظ حسنہ فرمائے ہیں یا حضورؑ نے اپنے پیارے دوستوں کے نام جو خطوط رقم فرمائے ہیں اور "دربارِ شام" میں جن بیش قیمت روحانی موتیوں اور ہیرے اور جواہرات کو اپنے حلقۂ احباب میں مختلف اوقات میں بکھیرا ہے انہیں سلسلہ کی کتب اور اخبار و رسائل میں مشاہدہ کر کے انسانی روح وجد میں آنے لگتی اور دل بوجہ خوشی اور انبساط جھومنے لگتے ہیں اور بے اختیار ایک مومن انسان بارگاہِ رب العزّت میں سر جھکا کر اس امر کا اظہار کرنے لگتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے مقدس مقصد کو کماحقہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے عبد منیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ اور آپؑ کے فیضِ صحبت اور حضورؑ کی نیم شبی دعاؤں اور تضرعات کے نتیجہ میں حضورؑ کے ماننے والوں میں پاکباز انسانوں کا ایک گروہ ایسا بھی مشاہدہ میں آیا جنہوں نے آپؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر دکھایا۔ جب بھی ہم صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا کے پارس بندے اگرچہ اس دنیا میں پیدا ہوئے لیکن روحانیت کے میدان میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کرنے کے باعث ایک ساتھ ہی روحانی عالم کے وجود بن گئے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت سیّد عبداللطیف صاحب شہیدؓ، حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ، حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ، حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھیرویؓ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اور ان جیسے دیگر سلسلہ کے بہت سے بزرگ اصحاب کی مقدس زندگیاں نیکی اور تقویٰ و طہارت اور دینی کاموں میں صرف ہوئیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی فیض سے حصّہ پا کر ایک خاص مقام حاصل کر لیا۔ یہ لوگ خدا کے ہو گئے اور خدا تعالیٰ ان کا (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ یہ فکر دامنگیر رہتا تھا کہ کاش میری جماعت کے سبھی لوگ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کریں اور اپنے اوصافِ حمیدہ اور دیگر کمالاتِ روحانیہ کے باعث اپنی نظیر آپ ہوں اور ان کا وجود اہل دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کا موجب ہو۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ جماعت میں اور بھی بہت سے افراد ایسے پائے جاتے ہیں کہ جنہوں نے صدق و وفا، اخلاص اور ایثار و قربانی اور دیگر روحانی امور میں کمال کر دکھایا ہے اور جن کی زندگیاں نہ صرف اس دور کے لوگوں کے لئے قابل نمونہ ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی ان کا وجود قابل رشک ہے۔

لیکن جیسا کہ گذشتہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر احمدی زن و مرد، چھوٹے اور بڑے افراد جماعت میں ایک خاص تبدیلی دیکھنے کے متمنی تھے اور اس انقلاب کے لئے حضورؑ زندگی بھر دعائیں کرتے رہے۔ چونکہ مامورین ربانی کی ایک حیثیت روحانی معالج کی بھی ہوتی ہے اس لئے وہ اہل زمانہ کے مختلف روحانی امراض کو مشاہدہ کرنے کے بعد بطور نسخہ ایسے ایسے پُر معارف امور بیان فرماتے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے انسان کی روحانی امراض کا علاج ہوتا ہے اور اس کی اخلاقی اور عملی حالت میں ایک خاص تغیّر پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم اور احادیثِ نبویؐ اور خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کی روشنی میں خداداد ذہانت کے ذریعہ ایسے ایسے امور روحانیہ بیان فرمائے ہیں کہ جنہیں پڑھ سن کر اپنے تو اپنے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں اور آپؑ کے علم کلام کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس وقت ہم احبابِ جماعت کی توجہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ کلماتِ طیبہ میں سے کچھ حصّہ درج کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہر احمدی بھائی اور بہن نہ صرف ان اقوال کو اپنے مطالعہ میں ہی لائے بلکہ پوری کوشش کرے کہ ان امور پر عمل کیا جائے۔ خدا تعالیٰ اس امر کی ہم سب کو توفیق بخشے آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"تمہارا فرض ہے کہ سچّی توبہ کرو اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو تا کہ تمہارا آفتاب غروب نہ ہو اور تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو اور نہ تم ان لوگوں سے بنو جنہوں نے آفتاب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا پس تم پورا فائدہ حاصل کرو اور پاک چشمہ سے پانی پیؤ تا خدا تم پر رحم کرے۔

وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لا کر وفاداری اور صبر کے ساتھ ان کی انتظار نہیں کرتا اور شیطان کے کاموں کو یقینی سمجھ بیٹھتا ہے اس لئے کبھی بے دل نہ ہو جاؤ اور تنگی اور عسر کی حالت میں گھبراؤ نہیں خدا تعالیٰ خود رزق کے معاملہ میں فرماتا ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ"

(الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء)

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہیں کہ

"تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عباداتِ الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ مخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بُغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ اس لئے متقی بننے کی فکر کرو" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۵ اپریل ۱۹۰۲ء کی شام کو تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچّے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچّے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب

چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور رجوع برحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے اس لئے اب تم بھی ایسے ہو کر جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں یہ کچھ نہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے کیونکہ نماز ہرگز نہیں جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتادے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو۔ اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے۔ اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو اخلاق فاضلہ اور باہمی الفت و محبت سے زندگی بسر کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیرخواہ سمجھتا ہے پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے.... ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں جس کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے پردہ پوشی کی جاوے جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر عمل صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو در اصل اس جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا وقت آجاوے گا کہ وہ الگ ہو جاوے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک موقع پر توبہ کا اسلامی مفہوم بیان کرتے ہوئے اپنی جماعت کے دوستوں کو ان الفاظ میں خطاب فرماتے ہیں۔

"توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔ توبہ ایک موت کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پاکر دنیا میں آیا ہے نہ اس کی وہ چال ہو نہ اس کی وہ زبان نہ ہاتھ نہ پاؤں سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہوا نظر آجاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اور ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی قطب اور غوث کہلا سکتا ہے۔ اسی

حالت سے وہ خدا کا محبوب بنتا ہے اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں"۔

(الحکم ۲۴ رمارچ ۱۹۰۳ء)

پھر حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :۔

"یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے جس جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اُسی اُسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے۔ یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں"۔

(الحکم ۳۱ رمارچ ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۲ رمارچ ۱۹۰۳ء "دربارِ شام" میں درسِ روحانیت دیتے ہوئے نہایت پیارے انداز میں فرماتے ہیں :۔

"انسان کو چاہیئے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبتِ الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں آدم سے لے کر نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفٰے علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو"۔

(الحکم ۳۱ رمارچ ۱۹۰۳ء)

احبابِ جماعت! آپ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس اور پاکیزہ کلمات جو نہایت ہی بیش قیمت پند و نصائح کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس زمانہ کے راستباز مامور مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی زندگیوں میں خاص تبدیلی پیدا کرنے کی فکر میں ہیں اور کتنے ہیں کہ جو اپنے فرائض سے تغافل برت رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ جو لوگ احمدیت کے قبول کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی کو نیکی اور تقویٰ کے سانچے میں نہیں ڈھالتے اور ان راہوں پر قدم نہیں مارتے جو آسمانی تعلیم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہیں وہ یقیناً آج نہیں تو کل بارگاہِ خداوندی میں جواب دہ ہوں گے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے مامور مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں خطرہ کا الارم دے رکھا ہے۔

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ در پیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال اُن کے پہلے حال سے بدتر ہوگا ۔ ۔ ۔ جو جُدا ہونے والے ہیں جُدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں کہ بدظنّی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جُھکیں تو اُس جُھکنے کی عنداللہ ایسی عزّت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزّت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے"۔

(اخبار الحکم ۱۷ رجون ۱۹۰۳ء)

لیکن وہ لوگ جو وفاداری اور اطاعت شعاری اور اپنے اخلاص اور قربانی اور دیگر اوصاف کی وجہ سے خدام احمدیت بنتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ اس دُنیا اور آخرت میں اُنہیں دے گا اور وہ لوگ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث ٹھہریں گے وہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور عظیم الشان روحانی کارنامے رہتی دنیا تک درخشندہ رہیں گے اور آنے والے اسلام کے فرزند ان لوگوں کے حق میں درود و سلام بھیجیں گے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم عاجزوں کا بھی ایسے ہی مقبول بندوں میں شمار ہو۔ آمین اللّٰھم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مسیحا کا در کھٹکھٹانا پڑے گا

مسیحا کا در کھٹکھٹانا پڑے گا
یہ نسخہ تمہیں آزمانا پڑے گا

سنو گیت جو آسماں گا رہا ہے
تُمہیں بھی یہی گیت گانا پڑے گا

جسے گُشتنی گُشتنی کہہ رہے ہو
اُسے اپنے دل میں بٹھانا پڑے گا

مری رہ میں کانٹے بچھاتے تو ہو تُم
تمہیں بھی اِسی رہ پہ آنا پڑے گا

کہاں تک بڑھے جاؤ گے سرکشی میں
بالآخر تمہیں سر جُھکانا پڑے گا

اگر زہر ہے دعوتِ احمدیّت
یہ زہر ایک دن تُم کو کھانا پڑے گا

مسیحا کے قدموں میں اہلِ جہاں کو
بہر طور۔ ناہید آنا پڑے گا

عبدالمنان ناہید

رمضان کے دن اللہ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں

روزہ دار کو چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ

"....روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے اُنہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔"

(الحکم جلد ۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۸ رجون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزے چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳، صفحہ ۵ ۲۴ رجنوری ۱۹۰۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

RAMADAN 1412 N. H.

06. März - 04. April 1992

Fasten- und Gebetszeiten für den Monat RAMADAN

(Gültig für Frankfurt/Main)

اوقات نماز برائے فرینکفرٹ مارچ ۱۹۹۲ء

رمضان المبارک RAMADAN	تاریخ Datum	اختتام سحری Fasten-beginn	طلوعِ آفتاب Sonnen-aufgang	ظہر Schar	عصر Aßr	غروب آفتاب Sonn.untg. Fastenende	مغرب Maghrib	عشاء Ischa
1	06. Mär	5:28	6:58	12:40	16:00	18:16	18:21	19:36
2	07. Mär	5:26	6:56	12:40	16:00	18:18	18:23	19:38
3	08. Mär	5:24	6:54	12:40	16:00	18:19	18:24	19:39
4	09. Mär	5:22	6:52	12:40	16:00	18:21	18:26	19:41
5	10. Mär	5:20	6:50	12:40	16:00	18:22	18:27	19:42
6	11. Mär	5:17	6:47	12:40	16:00	18:24	18:29	19:44
7	12. Mär	5:15	6:45	12:40	16:00	18:26	18:31	19:46
8	13. Mär	5:13	6:43	12:40	16:00	18:27	18:32	19:47
9	14. Mär	5:11	6:41	12:40	16:00	18:29	18:34	19:49
10	15. Mär	5:09	6:39	12:40	16:00	18:31	18:36	19:51
11	16. Mär	5:07	6:37	12:40	16:00	18:33	18:37	19:52
12	17. Mär	5:04	6:34	12:40	16:00	18:34	18:39	19:54
13	18. Mär	5:02	6:32	12:40	16:00	18:35	18:40	19:55
14	19. Mär	5:00	6:30	12:40	16:00	18:37	18:42	19:57
15	20. Mär	4:58	6:28	12:40	16:00	18:39	18:44	19:59
16	21. Mär	4:56	6:26	12:40	16:00	18:40	18:45	20:00
17	22. Mär	4:53	6:23	12:40	16:00	18:42	18:47	20:02
18	23. Mär	4:51	6:21	12:40	16:00	18:43	18:48	20:03
19	24. Mär	4:49	6:19	12:40	16:00	18:45	18:50	20:05
20	25. Mär	4:47	6:17	12:40	16:00	18:46	18:51	20:06
21	26. Mär	4:45	6:15	12:40	16:00	18:48	18:53	20:08
22	27. Mär	4:43	6:13	12:40	16:00	18:50	18:55	20:10
23	28. Mär	4:40	6:10	12:40	16:00	18:51	18:56	20:11
24	29. Mär	5:38	7:08	13:30	17:00	19:53	19:58	21:13
25	30. Mär	5:36	7:06	13:30	17:00	19:54	19:59	21:14
26	31. Mär	5:34	7:04	13:30	17:00	19:56	20:01	21:16
27	01. Apr	5:32	7:02	13:30	17:00	19:58	20:03	21:18
28	02. Apr	5:29	6:56	13:30	17:00	19:57	20:04	21:19
29	03. Apr	5:27	6:57	13:30	17:00	20:01	20:06	21:21
30	04. Apr	5:25	6:55	13:30	17:00	20:02	20:07	21:22

فرق اوقات

Zeitunterschied in:	13.3.92 SA/SU	20.3.92 SA/SU	27.3.92 SA/SU	4.4.92 SA/SU
Aachen:	+9/+12	+11/+10	+10/-11	+10/+11
Berlin:	-18/-19	-19/-19	-22/-18	-22/-16
Bielefeld:	+1/0	0	0/+1	-2/+3
Bremen:	+1/-1	-1/-1	-3/+1	-4/+3
Dortmund:	+6/+5	+5/+4	+5/+5	+3/+7
Düsseldorf:	+8/+7	+7/+7	+7/+8	+6/+9
Hamburg:	-3/-6	-6/-5	-8/-3	-9/-1
Hannover:	-3/-5	-5/-4	-6/-3	-7/-1
Kassel:	-3/-4	-3/-3	-4/-2	-4/-2
Köln:	+7/+7	+7/+6	+7/+7	+6/+8
Mannheim:	+1/+1	+1/0	+2/0	+1/0
München:	-12/-11	-12/-12	-11/-13	-9/-13
Nürnberg:	-10/-9	-10/-10	-10/-10	-9/-10
Stuttgart:	-2/-1	-2/-3	-2/-3	0/-3

SA=Sonnenaufgang / SU=Sonnenuntergang

Der Termin der IDUL-FITR ist Inshallah der 05. April 1992.

Die Sadqa-tul-Fitr in Höhe von 5,00 DM pro Person bitte auf die unten genannten Konten einzahlen.

پیشکش : طاہر محمود، مسعود جاوید —— جرمنی

فطرانہ و عید فنڈ

فطرانہ کی وجہ تسمیہ

فطرانہ مالی عبادات میں سے ہے۔ اس کو "صدقۃ الفطر" یا زکوٰۃ الفطر بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا تعلق رمضان المبارک کے روزوں کے اختتام سے ہے جس کو عربی میں "فطر" یا "افطار" کہا جاتا ہے۔ اس صدقہ یا مالی عبادات کے ذریعہ سے گویا اللہ تعالیٰ روزہ دار کی عبادت میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو اُسے معاف فرما دیتا ہے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ "فطر" سے مراد دراصل "فطرت" یعنی انسان کی پیدائش ہے اور فطرانہ اس پیدائش اور زندہ رہنے کے حق کا صدقہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک چھوٹے بچے کی طرف سے بھی یہ قربانی پیش کی جاتی ہے جو عید سے قبل پیدا ہو۔

فطرانہ کا حکم

علماء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ صدقۃ الفطر "فرض" ہے "واجب" ہے یا "سنت"۔ اکثر علماء اس کے "واجب" ہونے کے قائل ہیں بعض کے نزدیک یہ مالی قربانی "فرض" ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ قربانی "سنت" ہے بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قربانی "زکوٰۃ" کے حکم سے قبل فرض یا واجب تھی لیکن بعد میں "منسوخ" ہو گئی۔ حنفی علماء اس کے "وجوب" کے قائل ہیں اکثر حنبلی، شافعی اور مالکی علماء کے نزدیک بھی یہ "واجب" ہے لیکن اس کی تفصیل میں ان کے نزدیک اختلاف ہے۔

نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ کی شائع کردہ "نظام بیت المال" نامی کتاب میں فطرانہ یا صدقۃ الفطر کو "واجب" قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیں صفحہ ۵۹)

صدقۃ الفطر کی مقدار

صدقۃ الفطر کی مقدار ایک "صاع" ہے جو مختلف اجناس کے لحاظ سے ادا کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں چند ایک روایات درج ذیل ہیں۔

(عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ) كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْصَاعًا مِّنْ أَقِطٍ أَوْصَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔

قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ مِنْ شَعِيْرٍ أَوْصَاعًا مِنْ سُلْتٍ أَوْصَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ أَوْصَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْصَاعًا مِّنْ أَقِطٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَوْصَاعًا مِّنْ دَقِيْقٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اسی مضمون کی روایات حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اجناس پر "ایک صاع" صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

بعض روایات میں "نصف صاع" کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو المسیّب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے نصف صاع گندم بطور صدقۃ الفطر پیش کرنے کا پتہ لگتا ہے۔ احناف کے نزدیک بعض اجناس پر نصف صاع صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ جنس کی مقدار کی قیمت کا اندازہ کر کے نقدی کی صورت میں صدقۃ الفطر ادا کر دیا جائے۔ ایک صاع کے وزن کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک بالعموم ایک صاع، پونے تین سیر کے قریب تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور پاکستان میں ہر سال نظارت بیت المال کی طرف سے ایک عمومی اندازہ مقرر کر کے اس کا اعلان رقم کی صورت میں کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے ظاہر ہے مختلف اجناس کی قیمتوں کے لحاظ سے یہ رقم مختلف ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں بالعموم گندم کی اوسط قیمت کو مدنظر رکھ کر "صدقۃ الفطر" کی رقم مقرر کی جاتی ہے۔ اور یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو احباب پوری شرح کے ساتھ ادائیگی نہ کر سکتے ہوں ان کے لئے جائز ہے کہ وہ نصف شرح سے ادائیگی کر دیں۔

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

فطرانہ یا صدقۃ الفطر کی ادائیگی امیر ہو یا غریب سب پر واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

أَمَّا الْغَنِيُّ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَأَمَّا الْفَقِيْرُ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى۔

یعنی امیر اگر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اس کے تزکیہ کا موجب بنائے گا اور فقیر ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اموال میں برکت دے گا اور جتنی رقم اس نے صدقۃ الفطر کے طور پر ادا کی ہوگی اس سے زیادہ اس کو واپس دے گا۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک روایت سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضورؐ نے صدقۃ الفطر کی ادائیگی مرد عورت، بچہ بڑا، آزاد غلام سب پر واجب قرار دی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے مطابق چھوٹے بڑے، آزاد غلام سب پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کی تقسیم

صدقۃ الفطر کی تقسیم کے بارہ میں نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ

کی طرف سے شائع شدہ کتاب میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

"فطرانہ کی کل رقم کا دسواں حصہ (ربوہ کے محلوں کی طرف سے چوتھا حصہ) براہ راست جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھجوایا جائے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں مرکز ربوہ کے غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ باقی رقم جماعتیں مقامی طور پر اپنے غرباء میں تقسیم کر سکتی ہیں اور جو رقم بچے اسے دوسرے چندوں کے ہمراہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرا دیا جائے۔ اس رقم کو کسی دوسرے مصرف میں لانا جائز نہیں۔ اور نہ ہی اس امر کی اجازت ہے کہ باقی ماندہ رقم آئندہ خرچ کرنے کے لئے محفوظ کر لی جائے بلکہ جو رقم عید سے پہلے تقسیم ہونے سے بچ جائے وہ مرکز میں بھیج دی جائے۔"

(نظام بیت المال صـ۶)

عید فنڈ

یہ فنڈ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں قائم کیا گیا تھا۔ اس وقت اس کی رقم ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس تھی۔ یہ فنڈ ہر عید کے موقع پر وصول کیا جاتا ہے۔ موجودہ حالات میں ایک روپیہ کی رقم بہت معمولی ہے۔ انگلستان کے مبلغ انچارج مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کے بیان کے مطابق انگلستان میں تین پونڈ فی چندہ دہندہ کی رقم عید فنڈ کے طور پر مقرر کی گئی تھی۔ اس لحاظ سے جرمنی میں یہ رقم آٹھ مارک کے قریب بنتی ہے یا کچھ کم و بیش مقرر کی جا سکتی ہے۔ نظارت بیت المال صدر انجمن احمدیہ کے بیان کے مطابق:

"عید فنڈ مرکزی چندہ ہے اس لئے اس کی کل رقم مرکز میں بھجوائی جائے۔ عید فنڈ میں سے کوئی رقم مقامی طور پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔"

(نظارت بیت المال صـ۶۱)

وقفِ نو

پروگرام کے مطابق یکم مارچ ۱۹۹۱ء کو تمام جماعتوں میں یوم وقفِ نو منایا گیا ہوگا۔ یاددہانی کے طور پر واقفین نو والدین سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل امور پر باقاعدگی سے عمل جاری رکھیں۔

۱۔ **نماز باجماعت کا قیام:** اگر نماز سنٹر کسی جگہ نہیں ہے تو اپنے گھر میں نماز باجماعت ادا کریں۔

۲۔ **تلاوت قرآن مجید:** باقاعدگی سے تلاوت قرآن مجید کریں اور اس کے معنی اور مطالب پر غور کریں۔

۳۔ **تربیتی کورس:** شعبہ کی طرف سے مہیا کئے ہوئے تربیتی کورس پر باقاعدگی سے عمل کریں۔

۴۔ ۲، ۳، ۴ سال عمر کے واقفین نو بچوں کو یسرنا القرآن / قرآن مجید پڑھانا شروع کریں۔

۵۔ **سہ ماہی رپورٹ:** وقف نو والدین اپنے بچوں کی سہ ماہی رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں۔ اور اس کی ایک نقل اپنے ریجنل امیر صاحب کو بھی بھجوائیں۔ بہت سارے دوست اس معاملہ میں سستی کر رہے ہیں آئندہ سے سُستی نہ کریں۔ رپورٹ میں یہ لکھا کریں کہ یسرنا القرآن / قرآن مجید کس صفحہ تک پڑھ لیا ہے۔

۶۔ ہر سہ ماہی میں ایک اجلاس مقامی لجنہ وقف نو کے بارہ میں منعقد کرتی ہے۔ اس اجلاس میں وقف نو بچوں کے ساتھ ان کی والدہ ضرور شامل ہوں۔

۷۔ اپنے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کریں جو ماحول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیدا کیا تھا۔ تا آپ کے گھروں میں پرورش پانے والے بچے جو جماعت کی امانت ہیں ان میں اسماعیلی صفات پیدا ہوں۔

۸۔ دعا پر زور دیں کیونکہ دُعا کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لی جائے۔ دعا پر ہی ہمارا انحصار ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آپ کی قربانی کو قبول فرمائے اور وہ مقاصد پورے ہوں جس کے لئے آپ نے یہ قربانی پیش کی ہے۔

واقفینِ عارضی برائے روس

حضور اقدس نے اپنے خطبہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں احباب جماعت کو متوجہ کیا ہے کہ وہ روس میں دعوت الی اللہ کے لئے اپنے آپ کو وقفِ عارضی سکیم کے تحت پیش کریں۔ حضور نے فرمایا کہ

◉ دعوت الی اللہ کا کام زیادہ تعلیم یافتہ ہی نہیں بلکہ کم تعلیم یافتہ لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنی تمام تر اہلیتوں کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں حصہ لے۔

◉ روس کے مختلف حصوں سے معلمین بھجوانے کا مطالبہ بڑھ رہا ہے۔ اس لئے واقفین عارضی کی ضرورت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

◉ اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے کہ روس میں صرف روسی زبان بولی جاتی ہے حضور نے فرمایا کہ روس میں بہت ساری زبانیں مثلاً فارسی، ترکی بلکہ بعض علاقوں میں اردو بھی بولی جاتی ہے۔ اس لئے روس میں وقفِ عارضی پر جانے والوں کو زبان کے مسئلہ پر پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔

احباب جماعت جرمنی سے گزارش ہے کہ حضور کے ارشاد کے تحت اپنی درخواستیں وقفِ عارضی سکیم کے تحت بذریعہ امیر صاحب جرمنی حضور اقدس کی خدمت میں بھجوائیں۔

درخواست کے ساتھ درج ذیل سوال نامہ پر کر کے بھجوائیں۔

۱۔ نام ۲۔ ولدیت ۳۔ عمر ۴۔ تعلیم

۵۔ روسی زبان جانتے ہیں اگر جانتے ہیں تو زبان بولنے اور لکھنے کا کیا معیار ہے۔

۶۔ روس کے کسی اور خطہ یا جگہ کی زبان جانتے ہیں اگر جانتے ہیں تو بولنے اور لکھنے کا کیا معیار ہے۔

۷۔ عرصہ وقف کتنا ہوگا۔

۸۔ اخراجات سفر و قیام خود برداشت کریں گے۔ اگر نہیں تو کتنا خرچ خود برداشت کریں گے۔

۹۔ موجودہ خط و کتابت کا ایڈریس۔

۱۰۔ وقف کب شروع ہوگا۔

محمود احمد طاہر سیکرٹری وقفِ نو، وقفِ عارضی ـــــــ جرمنی

فرمانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ہر ایک شخص کا صدقہ اُس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔

برلن میں اسلام پر سیمینار اور عُلماء مصر سے رابطہ

مکرم عبدالباسط طارق، مبلغ سلسلہ، برلن

برلن میں مورخہ ۱۰ر دسمبر تا ۱۲ر دسمبر یہاں کے مشہور کلچرل ہاؤس HAUS DER KULTUREN DER WELT میں "اسلام کے مختلف چہرے" کے عنوان پر ایک کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ خاکسار نے امیر صاحب جرمنی کے حُکم کے ماتحت اس میں شرکت کی۔ اس میں جامعہ ازہر یونیورسٹی قاہرہ اور مصر کے دیگر علماء نے حصّہ لیا۔ پروفیسر زک زوک جو جامعہ ازہر میں فلاسفی اسلامیات اور اسلامک ریسرچ کے سربراہ ہیں اور حکومت میں محکمہ اوقاف کے ممبر ہیں نے "اسلامی معاشرہ میں نئے رجحانات تاریخ کے آئینہ میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ پروفیسر فواد ذکریا صاحب نے "ایک اسلام اور اس کی مختلف تشریحات حالات حاضرہ کی روشنی میں اس کے اسباب" پر تقریر کی۔ پروفیسر ذکریا کویت یونیورسٹی میں فلاسفی کے پروفیسر ہیں اور جامعہ ازہر میں فلاسفی ڈیپارٹمنٹ کے صدر ہیں اور مشہور رسالہ الاہرام کے پبلشر ہیں۔ جرمن سکالر مسٹر آرنلڈ ہوٹنگن جو مشرق وسطیٰ کے مسائل کے ماہر ہیں اور زیورچ کے مشہور اخبار کے نمائندے ہیں جو قبرص سے تشریف لائے تھے نے "شریعت کی تاریخ اور تفسیر القرآن، آزاد رجحان اور اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ پروفیسر حسن حنفی جو قاہرہ یونیورسٹی کے فلاسفی ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ اور مصر کی حکومتی فلاسفہ کمیونٹی کے جنرل سیکرٹری ہیں نے "اسلامی نقطۂ نظر سے جدید معاشرہ کے سیاسی تقاضے" پر تقریر کی۔ ڈاکٹر زینب عفیفی صاحبہ جو مصر کی منوفیہ یونیورسٹی میں فلاسفی کی پروفیسر ہیں نے "موجودہ دور میں عورت کا معاشرتی کردار اسلامی نقطۂ نظر سے" پر تقریر کی۔ پروفیسر عبدالہادی ابورضا جو کویت یونیورسٹی میں فلاسفی کے پروفیسر تھے اور آجکل مصری فلاسفہ یونین کے ممبر ہیں نے "موجودہ دور کے اسلامی معاشرہ میں صوفیاء کا کردار" کے موضوع پر تقریر کی۔ تین روزہ کانفرنس میں اوسطاً حاضری ساڑھے چار سو تھی جس میں برلن یونیورسٹی کے طلباء پروفیسر صاحبان اور دیگر اہل علم طبقے نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر خاکسار کو مختلف پروفیسروں، طلباء اور صاحبِ علم لوگوں سے تعارف کا موقعہ ملا اور ان کے ایڈریسز حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ اس موقعہ پر خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے "خلیج کی جنگ اور عالم اسلام کے مسائل" پر ——— خطباتِ جمعہ کا عربی ترجمہ، احمدیت کا تعارف کا عربی ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد در مدح قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خدا تعالیٰ اور اسلام کے بارے میں عربی نظمیں جو کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں ان سب کتابوں کی خوبصورت پیکنگ کر کے تمام علماء مصر کو دی ——— خاکسار اِن تمام علماء کو ذاتی طور پر ملا جماعت کا تعارف کروایا، ان کو کتب دیں جو انہوں نے بے حد خوشی سے قبول کیں۔ ان سب علماء کے ایڈریسز حاصل کئے۔ برلن یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے خاکسار کے سامنے ہی کتب کھول کر جب یہ فقرہ پڑھا "یہ پٹرول عالم اسلام کی اس کے علاوہ کیا خدمت کر رہا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے گھروں کو جلا کر خاکستر کر دیں"، تو عش عش کر اٹھا اور بار بار یہ کہتا تھا ھذا شئ عظیم یہ تو ایک عظیم بات ہے۔

کیفے ٹیریا میں خاکسار نے پروفیسر ابو رضا صاحب سے "اسلام میں تصوف" کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا تو اُسی وقت ایک شخص جو شکل سے وہابی معلوم ہوتا تھا خاکسار کے پاس آیا اور کہا کہ آپ تو قادیانی ہیں اور آپ کو علماء مصر کافر قرار دے چکے ہیں کیا آپ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ خاکسار نے جواب دیا کہ الحمد للہ میرا اسلام کسی کے فتوے کا محتاج نہیں۔ خاکسار ان سے مزید بات کرنا چاہتا تھا کہ وہ جلدی سے پرے چلے گئے۔ یہاں پر کتابوں کا سٹال بھی لگا خاکسار نے جماعت کی کتب رکھنے کی خواہش کی، سٹال کا مالک شریف آدمی تھا اُس نے جماعت کی ساری کتب اپنے سٹال پر رکھ کر بیچ دیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ بون کی ایک طالبہ نے قتل مرتد کے بارہ میں سوال کیا جس کا اُسے تسلی بخش جواب نہ ملا چنانچہ اُسے ڈیر اسلام میں چھپنے والا جرمن زبان میں قتل مرتد پر مضمون بھجوایا گیا ایک طالبہ سے کثیر المذاہب معاشرہ کے موضوع پر سیر حاصل بحث ہوئی وہ اس موضوع پر مقالہ لکھ رہی ہے۔ اس کے علاوہ بعض جرمن خواتین سے "عورت کا اسلام میں مقام، کثرت ازدواج طلاق اور عالم اسلام میں عورت کی موجودہ حیثیت کے بارے میں طویل گفتگو ہوئی ان خواتین کو اعتراض تھا کہ عورت کے حقوق کے بارہ میں اسلامی تھیوری تو بڑی پرکشش ہے لیکن عملی طور پر آج عالم اسلام میں عورت ظلم و تشدد اور جہالت کا شکار ہے۔ کانفرنس کی آخری تقریب نہایت اہم لیکن خاکسار کے لئے بے حد دکھ کا باعث تھی۔

آخری تقریب میں بہت بڑا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سٹیج پر جرمنی کے مشہور جرنلسٹ اور سکالر ایک طرف بیٹھے تھے اور علماء مصر دوسری طرف بیٹھے تھے۔ "اسلام کے بارے میں سوالات اور جوابات" کی تقریب کا آغاز ہوا مغربی سکالر سوال کرتے تھے لیکن جواب عام طور پر ناکافی اور غیر تسلی بخش ہوتا تھا۔ پہلا سوال ہی یہ تھا کہ "اسلامی عقائد کے مطابق مذہب زیادہ اہم ہے یا انسانیت" اور عورت کو زنا کی سزا دینے کے لئے سنگسار کرنا سلمان رشدی کو قتل کرنے کا فتویٰ دینا اور قتل مرتد یہ سب کیا ہے۔ خاکسار چونکہ سامعین میں تھا اور وہاں بولنے کا موقع نہ تھا لیکن اندر ہی اندر طبیعت بے حد بے چین تھی۔ خاکسار چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر جرمن زبان میں ایک ایک دو فقرے لکھ کر جواباً ساتھ بیٹھے طلباء میں بانٹتا رہا۔ بعد میں سینٹ کی وزیر باربرا جان جس نے سوالات کئے تھے کو جرمن زبان میں ڈیر اسلام رسالہ سے متعلقہ مضامین فوٹو کاپی کر کے بھجوائے گئے۔ کانفرنس کے دوران امت مسلمہ کے اتحاد اور افتراق کا موضوع زیر بحث لایا گیا اور اسی ضمن میں خلافت کا ذکر بھی کیا گیا۔ عالم اسلام کی دگرگوں حالت پر افسوس کیا گیا۔

کانفرنس کے اختتام پر اگلے روز خاکسار نے جرمن سکالر مسٹر آرنلڈ ہوٹنگن

جو مشرق وسطیٰ کے مسائل کے ماہر اور قبرص میں NEUE ZÜRICHER ZEITUNG کے نمائندہ ہیں اور کانفرنس کے مقررین میں سے تھے۔ کو مشن ہاؤس میں چائے پر مدعو کیا چنانچہ وہ تشریف لائے اور جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا وہ جماعت کو زیورچ سے جانتے تھے اور زیورچ کی مسجد محمود میں جا چکے ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں کے حالات اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا انہیں جماعت کا لٹریچر دیا گیا کیونکہ اُسی دن ان کی فلائٹ تھی اس لئے وہ جلد تشریف لے گئے۔ اس کانفرنس میں جن صاحبِ علم لوگوں سے تعارف ہوا ان کو نئے سال کی مبارکباد کے کارڈ بھجوائے گئے اس کے علاوہ ان سے فون کے ذریعہ رابطہ قائم ہے۔

برلن میں پہلا جلسہ مذاہبِ عالم

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ برلن مشن میں سب سے پہلے جلسہ پیشوان مذاہب کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے تین قسم کے دعوت نامے تیار کئے گئے۔ ایک قسم کے دعوت نامے عام جرمنوں کے لئے ایک قسم کے دعوت نامے مختلف مذاہب کے سکالروں کے لئے اور کچھ دعوت نامے پریس اور مہمان خصوصی کے لئے تیار کئے گئے۔ یہ دعوت نامے دو ہفتے قبل تمام متعلقہ افراد کو بھجوا دیئے گئے۔ برلن میں تمام مشہور اخبارات کے دفتر میں خاکسار خود ذاتی طور پر جا کر جرنلسٹوں کو مل کر دعوت نامے دیتا رہا مشہور اخبارات جیسے BERLINERZEITUNG TAGESSPIEGEL, TAGESZEITUNG, BERLINER MORGENPOST اور اخبار BZ کو دعوت دی گئی اور جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ برلن سے باہر سابقہ مشرقی جرمنی کے شہروں میں بھی جن لوگوں سے رابطہ ہوا ان کو بھی دعوت نامے بھجوائے گئے۔ برلن میں مقیم ہندوازم، بدھ مت، یہودیت اور عیسائیت کے علماء سے رابطہ قائم کیا۔ خاکسار ہر عالم کو ذاتی طور پر ملا اُسے جماعت کے مقاصد سے آگاہ کیا اور جلسہ پیشوایان مذاہب پر آنے کی دعوت دی اور تقریر کا موضوع مقرر کیا۔ جلسہ کی صدارت برلن شہر کے جس حصّہ یعنی REINICKENDORG میں ہمارا مشن ہے کے میئر مسٹر DETLEG نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد جرمن ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر جلسہ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔ سب سے پہلی تقریر بدھ ازم کے سکالر ڈاکٹر NOAK کی تھی۔ جنہوں نے حضرت بدھ علیہ السلام کی زندگی اور تعلیم پر تقریر کی۔ پھر ہندو سکالر مسٹر تھری پالی اور ایک ہندو سکالر جو جرمن تھے مسٹر گوراچندرا نے ہندوازم کے عملی اور فلسفیانہ پہلو پر تقریر کی۔ بعد ازاں یہودی سکالر مسٹر RABINENSTEIN نے "سیرت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک پہلو معجزہ" پر تقریر کی۔ جس کے بعد کیتھولک پادری مسٹر MARCELEO نے حقیقت عیسائیت پر تقریر کی۔ آخر میں ہمارے جرمن احمدی ناصر لوٹسن صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ رحمت اللعلمین پر تقریر کی۔ مہمان خصوصی میئر DETLEG نے اپنی مختصر تقریر میں سامعین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ مذاہب عالم کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کیا۔ جلسہ میں ۲۵ جرمن آئے اور ۳۰ دوسرے عرب اور پاکستانی دوست تھے۔ جلسہ کی کارروائی کے اختتام پر خاکسار نے تمام سکالروں کو جماعتی لٹریچر کا ایک سیٹ خوبصورت پیکنگ میں اور ایک جوبلی پلیٹ تحفۃً دی مشن ہاؤس کے باغ میں ایک خیمہ نصب کر کے مہمانوں کے لئے چائے کا انتظام کیا گیا۔ لجنہ اماء اللہ برلن نے پاکستانی ڈشز کا بندوبست کیا۔ دوران چائے نہایت ہی دوستانہ ماحول میں مہمان ایک دوسرے سے گھل مل گئے۔ ہماری احمدی جرمن بہنوں نے بعض جرمن خواتین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد ازاں کچھ مہمان رات ۱۱ بجے تک مشن ہاؤس میں تبادلہ خیالات اور گفتگو کرتے رہے۔ اس موقعہ پر ایک طرف جماعتی کتب اور لٹریچر کا سٹال بھی لگایا گیا جہاں سے مہمانوں نے مفت لٹریچر لیا اور قرآن کریم خریدا۔

EVANGELISCHE اکیڈمی کے ایک اہم اجلاس میں شرکت

برلن میں EVANGELISCHE اکیڈمی نے بین المذاہب مباحثہ کا انتظام کیا۔ خاکسار نے اس مباحثہ میں شرکت کی۔ یہودی اور عیسائی علماء نے اظہار خیال کیا۔ بدقسمتی سے جس مسلم سکالر نے حصّہ لینا تھا وہ نہ آسکا۔ اُس کی جگہ ایک مسلمان جرمن خاتون جو ایک صوفی گروپ کی لیڈر ہے نے نمائندگی کی۔ جب شرکاء جلسہ کو اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی تو خاکسار نے کھڑے ہو کر جرمن زبان میں مختصر سی تقریر کی اور بتایا کہ صوفی ازم کا مقصد روح کی پاکیزگی ہونا چاہیئے اور صوفیاء کے سردار تو ہمارے آقا مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے اسوہ سے ہٹ کر نجات کا کوئی تصور نہیں۔ بین المذاہب فری ڈائیلاگ کے بارے میں خاکسار نے بتایا کہ قرآن کریم نے جن راستوں کی نشاندہی کی ہے اگر ان سے ہٹا جائے تو فساد پیدا ہوگا۔ اسلام دین امن اور سلامتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بین المذاہب فری ڈائیلاگ کا آغاز اس مسئلہ سے کیا جائے جو سب میں مشترک ہو مثلاً معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد (تعالوا الی کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم) دوسرے مذاہب کے تمام مقدس لوگوں کی عزت کی جائے۔ صبر اور وسیع حوصلگی سے کام لیا جائے۔ پُرامن لیکن احسن طور پر دلائل پیش کئے جائیں۔ تقریب کے اختتام پر ایک بوڑھا ترک، خاکسار کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ اس کا بیٹا خاکسار کو اپنی کار میں رات کو گھر چھوڑ کر گیا اور اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔

برلن مشن کی جماعتی سرگرمیاں

نومبر ۱۹۹۱ء

گھانا کے سفیر سے ملاقات

خاکسار برلن میں گھانا کے کونسلیٹ جا کر گھانا کے کونسل جنرل کو ملا جو مسلمان ہیں۔ اُنہیں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صدارت کے لئے کہا۔ وہ گھانا میں ہماری جماعت سے بہت متعارف ہیں۔ اُن کے ساتھ ختم نبوت اسلامی فرقوں کا اختلاف تفسیر القرآن اور دیگر موضوعات پر احمدیت کے نقطہ نظر سے طویل تبادلہ خیال کیا۔

برلن کے مشہور اخبارات کے نمائندوں سے گفتگو

مشن ہاؤس میں برلن کے کثیر الاشاعت اخبار BERLINER ZEITUNG کی جرنلسٹ مسز مارلس تشریف لائیں ان کے ساتھ خاکسار نے ایک احمدی جرمن سسٹر کو گفتگو کے لئے بلایا۔ مذہبی رواداری، عورت کا اسلام میں مقام، اسلام

کے مختلف فرقے، احمدیت کا تفصیلی تعارف جیسے موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ مشہور ہفت روزہ REINICKENDENG VON HE کے جرنلسٹ مشن ہاؤس میں آئے انہوں نے خاکسار کا تفصیل سے انٹرویو لیا اور معلومات حاصل کیں۔ جہاد، خلیج کی جنگ، اسلامی رواداری اور مذہبی آزادی وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ بعد میں اُس نے اپنی اخبار میں تصاویر کے ساتھ انٹرویو شائع کیا۔

● برلن میں EVANGELISCH اکیڈمی کے اجلاس میں شرکت کا موقع ملا جس میں بین المذاہب مذہبی ڈائیلاگ میں حصہ لینے کا موقع ملا اس کی تفصیلی رپورٹ الگ شائع ہو رہی ہے۔

● مشن ہاؤس میں دو جرمن خواتین تشریف لائیں ان کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی انہیں قرآن کریم کا جرمن ترجمہ دکھایا گیا جو انہوں نے شوق سے خریدا اور اپنا ایڈریس بھی دیا۔

● برلن میں احمدی عربوں کی میٹنگ ہوئی جس میں کچھ غیر احمدی بھی شامل تھے۔ عربی ڈیسک کے انچارج ہمبرگ سے تشریف لائے۔ یہ میٹنگ چار گھنٹے جاری رہی اس میں عرب احمدیوں کی ایک سے زائد سالانہ میٹنگ، اس میں ہونے والی تقاریر اس کے علاوہ ایک ٹی وی پروگرام پیش کرنے کی تفصیلات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

● لجنہ اماء اللہ نے سیرت النبیؐ کا اجلاس کیا۔ اُس کے بعد عاملہ کا اجلاس کیا۔ سیرت النبیؐ کے اجلاس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور نظمیں پڑھی گئیں۔ عاملہ کے اجلاس میں مختلف انتظامی امور اور بچیوں کی تربیت کے مختلف پہلو زیر غور آئے۔ خدام الاحمدیہ کے عاملہ کے اجلاس میں انتظامی امور کے علاوہ تبلیغی ٹور، نماز کی پابندی، علمی پروگرام وغیرہ زیر بحث آئے۔

جلسہ سیرت النبیؐ برلن مشن

● ۲۴ر نومبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار سہ پہر جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا۔ آپؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کی گئیں۔ آنحضورؐ کا دشمنوں سے حسن سلوک، حضورؐ کی عظمت کردار اور دیگر موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ دو نظمیں آنحضورؐ کی مدح میں پڑھی گئیں۔ اجلاس میں خدا کے فضل سے ۵۰ مردوں عورتوں اور بچّوں نے شرکت کی۔

● خدام الاحمدیہ برلن کی طرف سے ہفتہ اور سوموار کو مشن میں نماز مغرب وعشاء ادا کی جاتی ہے۔ جس کے بعد خاکسار قرآن کریم ملفوظات یا حدیث کا درس دیتا ہے۔

● مکرم امیر صاحب کے ارشاد پر خاکسار نے کولون میں جرمن احمدیوں کی میٹنگ میں شرکت کی۔ خلافت راشدہ کے موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی سوالات کے جوابات دیئے۔ صبح نماز تہجد اور فجر پڑھائی۔ جرمن میں سیرت صحابہ پر درس دیا وہاں ایک صحابی تشریف لائے اُن کی ترجمانی کی۔ ایک میٹنگ میں جرمن احمدیوں کی باہمی اخوت پر تبادلہ خیال کیا۔ رات کو وڈیو فلم پر کمنٹری کی۔

● مکرم امیر صاحب کے ارشاد پر خاکسار نے میونخ کے ریفریشر کورس میں شرکت کی اور ترجمانی کے فرائض انجام دیئے۔ نیشنل عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ امیر صاحب نے مبلغین کے ساتھ میٹنگ کی اُس میں شرکت کی۔

● ماہانہ اخراجات کی سٹیٹ منٹ تیار کی۔ مختلف افراد کو خطوط لکھے۔ جلسہ مذاہب عالم میں شریک ہونے والے سکالروں کو شکریہ کے خطوط لکھے۔ میئر کو شکریہ کا خط لکھا۔ برلن مشن کے لئے برلن سے باہر جا کر زمین دیکھی۔ کمیٹی جائداد کی میٹنگ کی جس میں بعض اشیاء کی خریداری پر غور کیا۔ ایک فیملی کے خانگی جھگڑے کو سلجھانے کی کوشش کی۔ دو دوستوں نے مشترکہ تجارت کی تھی جس کی بناء پر بدمزگی ہوئی اُسے سلجھانے کی کوشش کی۔ ایک احمدی جرمن خاتون کو روح القدس کے مفہوم پر مشتمل ایک خط لکھا۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

دسمبر ۱۹۹۱ء

● برلن کے مشہور کلچرل سنٹر میں اسلام پر ایک کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں علماء مصر نے اسلام کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ اس کانفرنس میں بہت سے لوگوں کو احمدیت سے تعارف کروانے کا موقعہ ملا۔ اس کی تفصیلی رپورٹ الگ شائع ہو رہی ہے۔

● مسٹر ہوٹنگنر جو زیورچ کے مشہور اخبار نوئے زیورچر سائی ٹنگ کے نمائندہ ہیں وہ مشن ہاؤس آئے انہیں احمدیت کا تعارف کروایا گیا اور لٹریچر دیا گیا۔

● خاکسار نے ڈاکٹر عبدالغفار صاحب اور ڈاکٹر جلال شمس صاحب کو برلن مدعو کیا۔ چنانچہ برلن ٹی وی کے مقامی چینل پر ایک گھنٹہ تک ظہور امام مہدی پر ترکی زبان میں LIVE پروگرام ہوا۔

● برلن میں WEDDING کے مقام پر تبلیغی سٹینڈ لگایا گیا جہاں ایک نیک جوڑے سے ملاقات ہوئی مصری شوہر اور اُس کی جرمن مسلمان بیوی کو مشن ہاؤس بلا کر دوستانہ ماحول میں گفتگو کی اور اسلام اور قرآن کریم کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیال کیا۔

● ایک جرمن امسال برلن مشن کی سالانہ تربیتی کلاس میں شریک ہوا اُسے جرمن زبان میں ردّ کفارہ اور اسلام کے ارکان کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اسلامی تعلیمات کی حکمت بتائی۔

● برلن میں مقیم عرب احمدیوں کی تربیتی میٹنگ ہوئی جس میں انہیں نماز اور ارکان نماز نیز پاکیزگی کے مسائل بتلائے گئے۔

● خدام الاحمدیہ کے تربیتی اجلاس میں خدام الاحمدیہ کے مقاصد پر نیز دوسرے تربیتی امور پر تقاریر ہوئیں۔ خاکسار نے نماز کی اہمیت پر خدام سے خطاب کیا۔ اجلاس کے بعد نماز کا جائزہ لینے کے لئے ایک فارم تیار کیا گیا۔

● لجنہ اماء اللہ کا اجلاس ہوا جس میں تربیتی امور پر مضامین پڑھ کر سنائے گئے بعد ازاں نماز، تلاوت، ناصرات کا کورس اور دوسرے امور کا جائزہ لیا گیا۔

● انصار کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف قسم کے علمی پروگراموں کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کی گئی اس کے علاوہ تلاوت کی تصحیح، اذان وغیرہ کی تصحیح کی طرف توجہ دلائی گئی۔

● مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ہر ہفتہ اور ہر سوموار کو نماز مغرب وعشاء مشن ہاؤس میں ادا کی جاتی ہے جس کے بعد درس دیا جاتا ہے۔ ہر ہفتہ ۳ افراد مشن میں رات کو قیام کرتے ہیں۔ صبح کو تہجد ادا کی جاتی ہے پھر نماز فجر کے بعد درس ہوتا ہے۔

● امسال خاکسار کو ۲۰ر دسمبر تا ۲۵ر دسمبر ہمبرگ میں اور ۲۶ر دسمبر تا ۳۱ر دسمبر برلن میں تربیتی کلاس کو پڑھانے کا موقعہ ملا۔ طلباء وطالبات کو تجوید القرآن، ترجمہ قرآن، احادیث، ردّ کفارہ، فقہی مسائل، اخلاقی مسائل پڑھانے کا موقع ملا۔ آخر میں تحریری امتحان ہوا اسناد تقسیم کی گئیں اور کارکنان کو نئے سال کی ڈائریاں دی گئیں۔

● برلن مشن کے لئے زمین دیکھی۔ عاملہ کا اجلاس ہوا۔ دو افراد کو وزٹ کیا۔ ایک تربیتی لحاظ سے کمزور خادم کو تلقین کی۔ ظہور مہدی کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث نوٹ کیں دفتری اور ڈاک کے امور انجام دیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرینکفرٹ / ۱۷، اکتوبر ۱۹۹۱ء

جناب صدر مملکت

RICHARD VON WEIZSÄCKER

BUNDESPRASIDIALAMT

5300 BONN

مکرم ومحترم جناب صدر وفاقی جمہوریہ جرمنی

اجازت عنایت فرمائیں کہ ہم اپنی تشویش کے اظہار کے لئے آپ سے رجوع کر سکیں کہ جرمنی میں مقیم غیر ملکیوں اور پناہ گزینوں پر حملہ کا سلسلہ ختم ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہماری یہ تشویش بے بنیاد نہیں کیونکہ حال ہی میں ہماری جماعت کے افراد کے جان و مال پر بھی حملوں کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں جرمنی میں پُرامن مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارنے والے ہماری جماعت کے افراد اور خصوصی طور پر خواتین کی بے چینی میں اضافہ ہوا ہے اور وہ خوفزدہ ہیں کہ اُنہیں بھی جرمنی میں نسلی اور مذہبی تعصب کی وجہ سے تشدّد کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر ہم اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آپ کو جرمنی کی (ایک سو اسّی) ۱۸۰ جماعتوں میں منظم اپنی پُرامن اسلامی جماعت جو کہ جرمن، ترک، عرب، افریقن اور خصوصیت سے پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزین افراد پر مشتمل ہے، کی صورتحال کے بارہ میں معلومات فراہم کی جائیں اور اس غرض سے تہہ دل سے خواستگار ہیں کہ ہمیں ملاقات کا موقع عنایت فرمائیں۔

پاکستان سے پناہ گزینوں کی جرمنی آمد کی وجہ یہ ہے کہ اُنہیں پاکستان میں اس وجہ سے کہ وہ قرآن کریم کی پُرامن تشریح پر یقین رکھتے ہیں۔ انتہاپسندوں اور بنیاد پرستوں کی جانب سے دھمکایا جاتا ہے۔ ۱۹۸۴ء سے موجود قوانین جو کہ براہ راست ہماری جماعت کے خلاف ہیں، کے مطابق اگر احمدی "مسلمانوں کا سا طرز عمل اختیار کریں" تو جیل کے سزاوار ٹھہرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ہزارہا افراد کو صرف اس وجہ سے گرفتار کیا گیا یا مقدموں میں الجھایا گیا کہ انہوں نے ایسی انگوٹھی پہنی تھی جس پر ایک قرآنی آیت کندہ تھی یا یہ کہ انہوں نے اسلامی طریقہ سے سلام کیا یا کوئی دُعا کہی۔

ان حالات میں وہ اب یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اُن کی کیفیت کچھ اس صورتحال سے ملتی جلتی ہوگئی ہے کہ "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا" اور اس صورتحال کا سامنا اُن پناہ گزینوں ہی کو نہیں جو اپنے مقدمات کے فیصلہ کے منتظر ہیں بلکہ اس کا شکار وہ لوگ بھی ہیں جن کو پناہ کا حقدار تسلیم کر لیا گیا ہے اور جن میں سے کچھ نے جرمن شہریت بھی حاصل کر لی ہے۔

ہمارے ایک جرمن احمدی مصنّف ہدایت اللہ ھُبش کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے (محترم جناب HERR VON WEIZSACKER) ان کے ساتویں بچے کی سرپرستی منظور کی ہے۔ اُنہوں نے ممنونیت کے اظہار کے طور پر اسلام کے بارہ میں ایک کتاب جو کہ خود انہی کے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور جسے ROHWOLT VERLAG نے شائع کیا ہے آپ کو بھیجی ہے۔ آپ اس کتاب سے بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم ایک پُرامن، رواداراور دوسروں کے ساتھ پیار سے باہمی زندگی گزارنے والی جماعت ہیں۔ ہمیں بے حد امید ہے کہ آپ ہماری ان گذارشات کو سنیں گے۔

دوستانہ سلام کے ساتھ

(دستخط) عبداللہ واگس ہاؤزر

امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مولود احمد خان وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مکرم مولود احمد خان سابق امام مسجد فضل لندن ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ لندن کے رائل مارسڈن ہسپتال میں وفات پا گئے۔ آپ دہلی میں پیدا ہوئے اور انگلو عربک کالج دہلی سے بی اے پاس کرنے کے بعد ۱۹۴۵ء میں زندگی وقف کر کے قادیان آ گئے جہاں آپ نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کو بطور مبلغ انگلستان بھجوایا گیا جہاں آپ کو ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک بطور امام مسجد فضل لندن خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ ۱۹۶۱ء میں آپ نے فراغت حاصل کی اور واپس انگلستان تشریف لے آئے جہاں وفات تک قیام پذیر رہے۔ آپ ایک صاحب علم شخصیّت تھے اور دینی و دنیاوی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ آپ کی نماز جنازہ ۲۴ فروری کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی جس میں احباب کی ایک کثیر تعداد شامل ہوئی۔ حضور نے مرحوم کا چہرہ دیکھا اور اپنا دایاں ہاتھ مرحوم کی پیشانی پر رکھ کر دُعا کی۔ نماز جنازہ سے قبل حضور نے تمام حاضر افرادِ خاندان کو اپنے دفتر میں ملاقات کا خصوصی شرف بخشا اور مرحوم کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کا ذکر فرمایا۔ حضور نے وفات کی اطلاع ملنے پر اُن کی بیگم صاحبہ سے فون پر اظہار تعزیت بھی فرمایا۔ آپ کو احمدیہ قبرستان بروک وُڈ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے دُعا کروائی۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

100 JAHRE 1889 - 1989 AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT

بسم الله الرحمن الرحيم

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT

NUUR MOSCHEE

ZENTRALE FÜR DEUTSCHLAND · BABENHÄUSER LANDSTR. 25 · 6000 FRANKFURT/M. 70

NUUR MOSCHEE · BABENHÄUSER LANDSTR. 25 · 6000 FRANKFURT/M. 70

TELEFON: 069/681485
TELEX: 416187 islam d
FAX: 069/686504
TELEGRAMM-ADRESSE:
»ISLAM« FRANKFURT/MAIN
HAUPTSITZ:
RABWAH, PAKISTAN

An Herrn
Bundespräsident
Richard von Weizsäcker
Bundespräsidialamt
5300 Bonn

Frankfurt, den 17.10.1991

Sehr geehrter Herr Bundespräsident,

erlauben Sie bitte, daß wir uns an Sie wenden, um unserer Besorgnis Ausdruck zu verleihen, daß ein Ende der Angriffe auf Ausländer und Asylanten, die in Deutschland leben, nicht abzusehen ist; wir haben traurigerweise pro domo Grund dazu, da in jüngster Zeit auch tätliche Angriffe auf Leben und Eigentum von Mitgliedern unserer Gemeinde vorgefallen sind, und wir es damit zu tun haben, daß verstärkt Mitglieder unserer Gemeinde, zumal die Frauen, verunsichert werden, was ihr Leben als friedfertige Muslime in der deutschen Gesellschaft betrifft, und sie somit Angst zeigen, in Deutschland Opfer von rassistisch und religiös begründeten Tätlichkeiten zu werden.

Wir möchten Sie deswegen über die Situation in unserer in 180 Gemeinden in Deutschland organisierten friedlichen islamischen Gemeinschaft, der Deutsche, Türken, Araber, Afrikaner, vor allem aber Asylbewerber aus Pakistan angehören, informieren und bitten Sie herzlich, uns eine Audienz zu gewähren.

Die Asylbewerber aus Pakistan sind nach Deutschland geflohen, weil sie ihrer friedfertigen Interpretation des Korans zufolge von den fanatischen Fundamentalisten in Pakistan bedroht werden und entsprechend der seit 1984 in Pakistan bestehenden, direkt gegen unsere Gemeinschaft gerichteten Gesetzgebung mit Gefängnis bestraft werden, wenn sie sich, so der Gesetzestext, "wie Muslime verhalten". Tausende unserer Mitglieder wurden deswegen - oft nur, weil sie einen Ring mit einem Koran-Vers trugen oder eine islamische Gruß- oder Gebetsformel benutzen - inhaftiert oder mit Prozessen überzogen.

Nun drängt sich ihnen die Furcht auf, aus einer Gefahr in die andere geraten zu sein. Dies betrifft nicht nur jene Pakistani, die hier auf ihr Asylverfahren warten, sondern auch jene, die rechtsgültig als Asylberechtigte anerkannt sind und sogar zum Teil schon die deutsche Staatsbürgerschaft erworben haben.

Eines unserer deutschen Mitglieder, der Schriftsteller Hadayatullah Hübsch, hat die Ehre, daß Sie, sehr geehrter Herr von Weizsäcker, Pate seines 7. Kindes geworden sind; er hat Ihnen als Zeichen seines Dankes ein Buch über den Islam geschickt, daß aus seiner Feder stammt und im Rowohlt-Verlag erschienen ist; Sie können aus ihm ersehen, daß wir friedliebende, tolerante, auf ein Zusammenleben mit anderen in Liebe ausgerichtete islamische Gemeinschaft sind.

Wir hoffen somit sehr, bei Ihnen Gehör zu finden.

Mit freundlichem Gruß

Abdullah Wagishauser
Vorsitzender der Ahmadiyya Muslim Jamaat
in Deutschland

POSTGIROKONTEN: FFM. 244023-604; VERLAG DER ISLAM: FFM. 51886-608 · BCCI - 01052900 · BETHMANN BANK, FFM. KONTO-NR. 17133-9-00

اعلان برائے جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت ہائے جرمنی کا سترہ واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہو گا۔

احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت کرے۔ اور شمولیت کرنے والے احباب کو اس جلسہ کی برکات سے حصّہ وافر عطا فرمائے نیز جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں۔

امیر جماعت احمدیہ ——— جرمنی

اعلان برائے بازار جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء

ایسے تمام احمدی احباب و خواتین جو جلسہ سالانہ جرمنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ستمبر ۱۹۹۲ء کے موقع پر دکانیں لگانا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں ۳۱ مارچ ۱۹۹۲ء تک دفتر افسر جلسہ سالانہ کو درج ذیل پتہ پر ارسال کر دیں۔ یاد رہے کہ جگہ کی تنگی کے باعث امسال جلسہ سالانہ کے بازار میں بہت ہی تھوڑی تعداد میں دکانیں لگائی جائیں گی۔ آپ نے جن جن چیزوں کی دکانیں لگانی ہوں اُن اشیاء کے نام اور اشیاء کی قیمت بمع تعداد یا وزن اپنی درخواست کے ہمراہ بھجوائیں۔ جن اشیاء کا ذکر آپ اپنی درخواست میں نہیں کریں گے وہ اشیاء آپ اپنی دکان پر فروخت نہیں کر سکیں گے۔ معیاری چیز اور کم سے کم قیمت وصول کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست دہندہ کے پاس اگر اپنے نام REISEGEWERBE ہو تو اس کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ ضرور بھجوائیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۹۲ء کے بعد وصول ہونے والی درخواستوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

ذیلی تنظیموں اور جماعتی طور پر سٹال لگانے والوں کو خاص طور پر ترجیح دی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ دیگر شرائط پر پورے اترتے ہوں۔ درخواست کے ساتھ مکمل پتہ اور فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ شکریہ

عبدالرحمٰن مبشر، افسر جلسہ سالانہ ——— جرمنی

PRIVAT TEL:-069-781311

MITTELWEG-43 6-FRANKFURT-M

ہدایات برائے شعبہ استقبال و رجسٹریشن بر موقع سالانہ اجتماع ۱۹۹۲ء

جیسا کہ تمام قائدین مجالس کو علم ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی تجنید کو کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے اسی مناسبت سے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۲ء کے موقعہ پر خدام کی زیادہ سے زیادہ سہولت اور شعبہ استقبال کی کارکردگی کو فعال بنانے کے لئے متعلقہ شعبہ ماہ مارچ میں اُن تمام مجالس کو (جن کی تجنید کمپیوٹر میں داخل کی جا چکی ہو گی) اتنی ہی تعداد میں رجسٹریشن کارڈ بمعہ تجنید لسٹ کے بھجوا دے گا۔ اجتماع کے موقع پر صرف کارڈ کے اوپر دفتر استقبال سے مہر لگوانی پڑے گی۔ ابھی تک ۵۰ سے زائد مجالس کی تجنید مرکز کو موصول نہیں ہوئی اور اُن مجالس کو بار بار یاددہانی کے خطوط روانہ کئے جا چکے ہیں۔ ایسے خدام جن کا نام کمپیوٹر میں موجود نہیں ہو گا اجتماع کے موقع پر ان کو رجسٹریشن کارڈ بنوانے میں سخت وقت کا سامنا کرنا پڑے گا سب سے پہلے انہیں قائد کی تصدیق سے اپنا تجنید فارم پُر کرنا پڑے گا اس کے بعد وہ اپنا رجسٹریشن کارڈ حاصل کر سکیں گے۔ تمام قائدین مجالس اس امر کی طرف خصوصی متوجہ ہوں جنہوں نے اپنی تجنید ابھی تک نہیں بھجوائی یاد رہے کہ اجتماع کے موقع پر پنڈال و طعام گاہ میں داخلہ اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں حصّہ لینے کے لئے رجسٹریشن کارڈ دکھانا ضروری ہو گا۔

فرید احمد خالد، مہتمم تجنید و ناظم شعبہ استقبال ——— جرمنی

مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۱۹۹۲ء

۲۹، ۳۰، ۳۱ مئی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام ناصر باغ جرمنی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے لئے ۲۹، ۳۰، ۳۱ مئی ۱۹۹۲ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تمام خدام و اطفال اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ——— جرمنی

ہماری ذمّہ داریاں

نیا سال ہر ایک بھائی کو مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس سال زیادہ سے زیادہ اپنے قُرب کی راہیں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مقبول خدمت دین کی سعادت بخشے۔ ہم انصار پر بوجہ زندگی کے آخری دور میں ہونے کے بعض خاص ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ

۱ ——— ہم قرآن پاک ناظرہ، پھر ترجمہ پھر تفسیر کے ساتھ پڑھیں اور خدام و اطفال کو پڑھا دیں۔

۲ ——— نماز باترجمہ تمام کو زبانی یاد کروائیں۔

۳ ——— حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خود زیر مطالعہ رکھیں اور خدام و اطفال کو پڑھنے کی تلقین کریں۔

۴ ——— انصار بھائی ہر مہینہ میں اجلاس کی صورت میں مل بیٹھ کر پچھلے مہینہ کی کارگزاری کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے پروگرام بنا کر عمل کرنے کا عزم فرما دیں۔

۵ ——— تمام افراد جماعت کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے روشناس کرانا ہمارا فرض ہے۔

۶ ——— نماز باجماعت، نماز جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام کروانا۔ اور احباب جماعت کو شامل کرنا۔

۷ ——— ہر ایک قسم کی رسومات اور بدعات کو افراد جماعت سے دور کرنا۔

۸ ——— مذہبی اور تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے درس قرآن پاک، درس احادیث اور درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتظام کرنا

۹ ——— اسلامی اقدار کی تبلیغ کرنا۔ اور قابل اصلاح افراد سے خصوصی تعلق قائم کر کے ان کی اصلاح نرمی اور دُعا سے کرنا۔

۱۰ ——— مجلس انصار اللہ کے رپورٹ فارم کے خانہ "شعبہ تعلیم و تربیت" میں صرف اعداد و شمار آپ نے ہر مہینہ درج کرنا ہیں۔ لہٰذا رپورٹ فارم پر ہر مہینہ کے شروع میں اعداد و شمار درج فرما کر اسے بھجوانے کا انتظام فرما دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو

سید اعجاز احمد شاہ عفی عنہ، قائد تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ ——— جرمنی

تبلیغی واقعات

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ہر احمدی کی کوشش ہونی چاہیئے اور ہوگی بھی کہ وہ اسلام کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالے۔ آپ کے روزمرہ معمول میں تبلیغی سرگرمیوں کو اولین اہمیت حاصل ہوچکی ہوگی۔ تبلیغ کے دوران آپ کو کئی لحاظ سے دلچسپ، ایمان افروز اور دوسروں کے علم میں اضافہ کرنے والے واقعات، تجربات اور مشاہدات پیش آتے ہیں، ازراہ کرم شعبہ تبلیغ کو اپنے ان واقعات سے مطلع کرنے میں تاخیر نہ فرمادیں تاکہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور انہیں اخبار احمدیہ کی زینت بنایا جاسکے۔ شکریہ۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ ______ جرمنی

۱۹۹۱ء کی بیعتیں

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ سال جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے حضور اقدس کی خدمت میں کل ۷۸ بیعتیں ارسال کی گئیں جو مندرجہ ذیل قومیتوں پر مشتمل ہیں۔

الجزائر	۴	جرمن	۷	غانین	۴	مصری	۲
مراکو	۲	لبنانین	۲۳	یوگوسلاوین	۳	فلپینی	۱
امریکن	۱	ٹرکش	۲			کل	۷۸

ریجن وار بیعتوں کی تفصیل یہ ہے۔

فرینکفرٹ ریجن	۳۳	سٹٹگارٹ	۱۳	برلن	۱۱	کولون	۹
میونخ	۷	ہمبرگ	۴	لائپزگ	۱		

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان سب نومبائعین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور نہ صرف یہ اخلاص میں ترقی کریں بلکہ ان کے ذریعے سے ان کی قوموں کے مزید افراد جوق در جوق احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہوں۔ یاد رہے کہ گذشتہ سے پیوستہ سال یعنی ۱۹۹۰ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے کل ۴۸ افراد کی بیعتیں مرکز کو ارسال کی گئی تھیں۔ اس لحاظ سے گو قدم ترقی کی طرف تو ہے لیکن احباب جماعت اس طرف توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

بیعتوں کا ٹارگٹ برائے سال ۱۹۹۲ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ کے سلسلہ میں جو مہم جاری فرمائی ہے اور جس کا آغاز حضور ایدہ اللہ نے خاص طور پہ ۸ نومبر ۱۹۹۱ء کے خطبہ جمعہ سے فرمایا ہے۔ اس کی روشنی میں امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ۱۹۹۲ء کے لئے بیعتوں کا ٹارگٹ ۴۰۰ مقرر فرمایا ہے اور چونکہ گذشتہ دو سالوں میں جو ٹارگٹ رکھے گئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ اس لئے گذشتہ سالوں کا بقایا ۱۷۴ ملاکر امسال کل ٹارگٹ ۵۷۴ بیعتوں کا ہے جس کی ریجن وار تقسیم درج ذیل ہے۔

ریجن	ٹارگٹ برائے سال ۱۹۹۲ء	سابقہ بقایا	کل ٹارگٹ
فرینکفرٹ	۱۴۰	۴۷	۱۸۷
ہمبرگ	۷۵	۵۱	۱۲۶
کولون	۷۵	۴۶	۱۲۱
سٹٹگارٹ	۴۰	۱۲	۵۲
میونخ	۳۰	۱۳	۴۳
برلن	۳۰	۱	۳۱
لائپزگ	۱۰	۴	۱۴
کل تعداد	۴۰۰	۱۷۴	۵۷۴

ہمارا فرض ہے کہ ہم میں سے ہر احمدی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ ۸ نومبر ۱۹۹۱ء، ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء، ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء اور فروری ۱۹۹۲ء کو خود سنے اور اس کی روشنی میں تبلیغی کوششوں کو تیز کر دے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مساعی میں بے انداز برکت ڈالے اور ٹارگٹ سے کہیں بڑھ کر اللہ تعالیٰ ہمیں شیریں پھل بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

ریجنل امراء، ریجنل مشنری صاحبان سے بھی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے ریجن کی جماعتوں کو ان کے حالات کے لحاظ سے ٹارگٹ دیں اور اپنی مساعی کو اس انتہا تک پہنچا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ٹارگٹ سے کہیں زیادہ شیریں ثمر عطا فرمائے آمین۔ احباب جماعت سے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اندھیری راتوں کو دعاؤں پر زور دیں کہ اللہ تعالیٰ جرمنی میں بسنے والی تمام قوموں کی سعید روحوں کو جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل فرمائے۔ آمین۔

عبدالشکور اسلم، نیشنل سیکرٹری تبلیغ ______ جرمنی

رمضان المبارک میں افریقی بھائیوں کیلئے مبارک تحفہ

۱۔ ان مبارک ایام کی مبارک دعائیں اہل افریقہ کے لئے نہایت مبارک تحفہ ہیں۔ مولیٰ کریم انہیں "بے چین ماحول اور پریشان کن ملکی فضا کی بجائے" امن و سکون مرحمت فرمائے۔ اور اقتصادی زبوں حالی سے بچا کر خوشحال زندگی نصیب فرمائے۔

۲۔ انہیں افطاری پر مدعو کیجیے اور عمومی زندگی کے انوکھے واقعات سن کر ان کی حوصلہ افزائی کیجیے یا انہیں گھر پر ہی کچھ اشیاء مع پھول پیش فرمایئے۔

۳۔ فارغ وقت میں مطالعہ کیلئے کچھ لٹریچر انگریزی / فرانسیسی تحفۃً دینے کے لئے پہلے ہی سے نیشنل سیکریٹری صاحب اشاعت سے طلب کر کے رکھ لیجیے۔

۴۔ جماعتی سالانہ تقاریب جلسہ سالانہ، اجتماع خدام الاحمدیہ پر حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے پیشگی دعوت دیجیے۔

مرزا عبدالحق ______ صدر افریقن ڈیسک

TEL: 06551 4391

GERBERWEG-47 5540 PRÜM

کمپیوٹر ٹریننگ کورس

مجلس خدام الاحمدیہ عنقریب کمپیوٹر ٹریننگ کورسز کا فرینکفرٹ MITTELWEG میں اہتمام کر رہی ہے جس میں MSWORD DOS اور DIESE PROGRAMING کے کورس پڑھائے جائیں گے۔ ایسے خدام جو جماعتی کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں اپنے قائد صاحب کی تصدیق سے اپنا نام بھجوائیں۔

فرید احمد خالد، مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ ______ جرمنی

جرمنی میں مقیم ایسے احمدی احباب و خواتین جو پاکستان میں وکالت کے پیشہ سے منسلک رہے ہیں اپنے موجودہ ایڈریس سے خاکسار کو مطلع فرمائیں۔

عرفان احمد خان، سیکرٹری امور خارجہ ______ جرمنی

درخواستِ دُعا

سید محمد احمد گردیزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جرمنی کی والدہ محترمہ گذشتہ ایک ماہ سے شدید بیمار ہیں اور DARMSTADT کلینک میں داخل ہیں۔ تمام احباب و خواتین سے اُن کی کامل صحت یابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

ادارہ ______

خاکسار کے والد محترم مظفر حسین گھمن صاحب واقف زندگی پنشنر تحریک جدید کا ۷ ارمارچ کو آنکھوں کا آپریشن ہے۔ والد صاحب کی مکمل صحت یابی اور آپریشن کی کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

احمد حسین، جماعت ______ PFUNGSTADT

مکرم عبدالوہاب صاحب صدر حلقہ ESHERSHEIM فرینکفرٹ کے ریڑھ کی ہڈی کے مُہروں میں تکلیف دوبارہ عود کر آئی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری مقصود احمد، سٹی پریذیڈنٹ ______ فرینکفرٹ

اعلان نکاح

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم غلام مصطفےٰ صاحب ولد چوہدری غلام رسول صاحب ربوہ کا نکاح عزیزہ امۃ الودود شازیہ صاحبہ بنت باؤ عبداللطیف صاحب ربوہ کے ہمراہ تیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کو مسجد مبارک میں پڑھایا۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔

محمود احمد، جماعت LIMISHAEIN ______ ہمبرگ

مکرم خورشید احمد صاحب ابن بشیر احمد صاحب کا نکاح مورخہ ۱۵ نومبر کو ہمراہ عزیزہ ناصرہ بھٹی صاحبہ بنت مکرم خوشی محمد صاحب بھٹی مبلغ بارہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم محمد دین صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا۔ اسی روز رخصتانہ عمل میں آیا۔ ۱۶ نومبر کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

مکرم بشیر احمد صاحب کے چھوٹے بیٹے مکرم ادریس احمد وحید صاحب (آف سٹٹگارٹ) جماعت وناؤ کا نکاح مورخہ ۱۸ نومبر کو ہمراہ عزیزہ شنازیہ جاوید بنت مکرم شریف جاوید صاحب بعوض مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامبڑی صدر محلہ دار النصر غربی نے بعد از نماز عصر مسجد اقبال دار النصر میں پڑھا۔ احباب جماعت سے دونوں خاندانوں کے لئے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

جمیل احمد بٹ، جماعت ہلڈن ______ کولون

ولادت

خاکسار کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچّہ کا نام خواجہ نوشیروان رکھا گیا ہے۔ نومولود خواجہ عبدالکریم صاحب کا پوتا ہے۔ بچّہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچّہ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے نیک و خادم دین بنائے۔

خواجہ عبدالحلیم ______ فرینکفرٹ

خاکسار کے بھائی مکرم لئیق احمد بٹ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۱ء کو پہلے بچّے سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ بچّے کا نام کاشف شہروز بٹ رکھا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس بچّے کو خادم دین، نیک اور نافع الناس بنائے اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

جمیل احمد بٹ، جماعت ہلڈن ______ کولون

آمین

خاکسار کی بیٹی فاخرہ لطیف عمر تقریباً ۸ سال نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن شریف سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد لطیف، صدر جماعت ______ AURICH

دُعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ غلام فاطمہ عمر ۱۰۵ سال اہلیہ مستری دین محمد صاحب مرحوم قادیانی (صحابی حضرت مسیح موعود) مورخہ ۱۱ نومبر کو جہلم شہر میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ دوسرے دن ان کا جنازہ مکرم محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ربوہ میں پڑھایا اور اُسی دن ہی ان کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔ والدہ صاحبہ بہت ہی دعاگو۔ تہجد گزار اور پانچ وقت کی نمازی تھیں بفضل تعالیٰ کافی لمبی عمر پائی۔ اُن کا سایہ سر سے اٹھ جانے سے ہم سب عزیزوں کو بہت دکھ ہوا ہے۔ اُن کی وفات کی اطلاع اُسی روز خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ فون لندن دے دی تھی۔ حضور نے ازراہ شفقت تقریباً ۴ منٹ فون پر اس عاجز سے باتیں کیں اور کافی حوصلہ اور تسلی دی اور ساتھ ہی حضور نے اُن کا جنازہ غائب پڑھانے کا فرمایا۔ خاکسار عرصہ ۳½ سال سے بمعہ اہل وعیال جرمنی میں مقیم ہے۔ جہلم میں چھوٹے دو بھائی ہیں والدہ صاحبہ ان کے ہی پاس تھیں۔ عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ صاحبہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے آمین۔

رانا سعید محمد ______ FALLINGBOSTEL-2

میرے برادر نسبتی میاں محمد نصیر صاحب بعمر ۴۲ سال اجتماع انصار اللہ کینیڈا کے دوران مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء اچانک وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کی نعش تدفین کے لئے ربوہ لیجائی گئی ہے۔ مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان و متعلقین کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

قاضی طاہر احمد، سیکرٹری رشتہ وناطہ ______ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ مورخہ یکم، ۲، ۳ مئی کو کولون میں منعقد ہوگی۔ نمائندگان شوریٰ کے نام اور تجاویز ۳۱ مارچ سے قبل محترم امیر صاحب کے نام موصول ہو جانی چاہئیں۔ ۳۱ مارچ کے بعد موصول ہونے والی تجاویز پر غور نہیں کیا جائے گا۔

بار بار یاد دہانیوں کے باوجود ابھی تک بہت سے احباب و خواتین فون اور ہومیو پیتھک ادویات کے سلسلہ میں فون کرتے ہیں۔ دوستوں کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ اس بارے میں بذریعہ خط رابطہ قائم کیا کریں۔ جن کے پاس دوائی کی خالی شیشیاں موجود ہوں وہ ازراہ مہربانی واپس ارسال کردیں۔

عبدالرشید بھٹی، سیکرٹری مجلس شوریٰ، جنرل سیکرٹری ______ جرمنی

پکاڈلی مارکیٹ

خوشخبری

ہمارے ہاں سے بہترین

جاپانی کھلے کپڑے

ریڈی میڈ ملبوسات

دالیں

آٹا

چاول

مصالحہ جات

اس کے علاوہ

تازہ سبزیاں بھی دستیاب ہیں

ہمیشہ کی طرح اعلیٰ مال ◆ سستے دام

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Remember: We set the Standard of Comparison

Piccadilly Markt

Konstblerwache (nahe C & A)
Porzellanhofstr. 6 · 6000 Frankfurt am Main 1
Telefon (0 69) 28 10 15

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں حضور ایّدہ اللہ کا پیغام

محترم مصطفٰے احمد خان کی صحتیابی کیلئے بھی احباب کو دعاؤں کی تحریک

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں احباب جماعت کے نام جو خصوصی پیغام ارسال فرمایا ہے وہ احباب کی خدمت میں پیش ہے:

"احباب جماعت کو میری اہلیہ آصفہ بیگم کی صحت کے متعلق تفصیلی اطلاعات عزیزم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کے ذریعہ مل رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپریشن کے فوری اثرات سے تو ان کی طبیعت عام توقع سے بڑھ کر رُوبصحت ہے اور وہ ۷-۲-۹۲ کو اسپتال سے گھر آگئی ہیں۔ چونکہ ڈاکٹری علاج شروع ہونے میں ابھی دیر ہے اور غالباً ۱۷ تاریخ کو شروع ہوگا لیکن آپریشن کے معًا بعد سے مرض کی تعیین ہونے پر میں نے ہومیو پیتھک علاج شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز میں چاہے شفا رکھ دے۔

ساری دنیا سے احباب کی طرف سے اطلاعیں مل رہی ہیں کہ وہ بڑے الحاح سے دُعائیں بھی کر رہے ہیں اور صدقات بھی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے اور ان دُعاؤں اور صدقات کے نیک اثرات کو پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ یہاں ظاہر فرمائے۔

ایک اور دُعا کی درخواست عزیزم مصطفٰے احمد خان کے لئے کرنی چاہتا ہوں جو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کے بیٹوں میں سے سب سے چھوٹے ہیں۔ انہیں حضرت پھوپھی جان کی بہت خلوص کے ساتھ خدمت کی توفیق ملی اور صلہ رحمی کے تقاضے پُورے کرنے میں ایک مثالی وجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب بہنوں کو بطور خاص بہت پیارے ہیں۔ اسی طرح جماعتی خدمات پر بھی ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ اور بہت سعید فطرت انسان ہیں۔ انہیں مثانے کے کینسر کی تکلیف ہے جس کا علاج عنقریب نیویارک امریکہ میں شروع ہوگا۔ ان کی بھی مجھے بہت فکر ہے۔ مَیں باقاعدہ انہیں اپنی دُعاؤں میں شامل کرتا ہوں۔ احباب جماعت سے بھی درخواست ہے کہ انہیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ (اللہ تعالیٰ احسن جزاء عطا فرمائے)

نشان کی جڑ دُعا ہی ہے۔ یہ اسمِ اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دُعا اصحابِ ایمان کا ہتھیار ہے اور ضرور ہے اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو۔"

(ملفوظات جلد سوم صہ ۲۰۲)

Herausgeber (Publisher): Abdullah Wagishauser, · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (069) 68 14 85 / 68 10 62 · Fax (069) 68 65 04 · Telex 41 6187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.